ما یجب ان یعرفہ المسلم عن دینہ

توشۂ آخرت

27
1-03

عام مسلمان اور خصوصاً دینی مدارس کے
طلباء کے لئے ایک نایاب تحفہ

تالیف:-

حسین خان۔ ادیب فاضل
ایوارڈ یافتہ۔ صدر جمہوریۂ ہند
کاولی۔ ضلع نیلور۔

ناشر:-
مکتبۂ نور۔ مسلم پورہ۔ کاولی
ضلع نیلور۔ (اے۔پی)

کتاب :- توشۂ آخرت
مؤلف :- حسین خاں
طبع دوم :-
تعداد :- دو ہزار
کتابت :- محمد رفیع بجنوری (یو،پی)
طباعت :-
قیمت :- ۱۲؍ روپیہ

ملنے کے پتے :-

- ظفر بکڈپو۔ ۶۴-۴۹-۱۰ کاولی۔ ۵۲۴۲۰۱
- سب ڈپو۔ مرکزی مکتبۂ جماعت اسلامی چھتہ بازار۔ حیدرآباد
- ہمالیہ بک ڈپو۔ ڈسٹری بیوٹر۔ ایم۔ جے روڈ۔ حیدرآباد
- ہندوستان پیپر ایمپوریم۔ مچھلی کمان۔ حیدرآباد
- ندوہ ایجنسی۔ ارم کاٹیج۔ اعظم پورہ۔ حیدرآباد
- دفتر مجلس علمیہ۔ محبوب بازار۔ چادر گھاٹ۔ حیدرآباد
- کتب خانہ حُسینیہ۔ دیوبند
- کتب خانہ انجمن ترقی اُردو۔ جامع مسجد۔ دہلی ۶
- الحق بک اسٹور۔ دیوبند۔
- ادارۂ درس قرآن۔ دیوبند
- مہتمم جامعہ شمس العلوم۔ ہندوپور ۵۱۵۲۰۱

آئینۂ ترتیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

الحمد للہ وکفیٰ وعلیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ،

اما بعد!

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ملت کی حفاظت کی سب سے بڑی ذمہ داری علما پر عائد ہوتی ہے اور اسلام کی حفاظت کے لئے جو جدّ و جہد علماء کر سکتے ہیں، دوسرے نہیں کر سکتے یہ صحیح ہے کہ کوئی عمارت اس وقت تک مستحکم نہیں مانی جا سکتی جب تک کہ اس کی ایک ایک اینٹ درست پختہ اور مضبوط نہ ہو جو مسالہ استعمال کیا جائے وہ قابلِ اعتماد ہو، اسی طرح کوئی ملت معاشرہ اسوقت تک بہتر کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا جبتک اسکے افراد بذاتِ خود بہتر نہ ہوں۔
یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے بعض علمائے نے افراد کی اصلاح پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر دی۔ علماء کے ایک طبقہ نے اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور اس کے مسائل کو پھیلانے اور ہر خاندان تک پہنچانے کے لئے پوری تندہی سے اس کام میں خود کو لگا دیا ہے۔

یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں اسلامی نظامِ حیات کے اکثر شعبوں کو نہایت ہی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ حدیث و فقہ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے اس کے مطالعے اور اس کے مطابق عمل کرنے سے حقیقی معنوں میں دیندار بن سکتے ہیں اور اس نافع کتاب سے اپنے تمام دینی و دنیاوی احکام و مسائل سے بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں۔

اس کتاب میں احناف کے مسلک کو دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کیا گیا

ہے۔ امید کہ اس کو عوام پسندیدہ نگاہ سے دیکھیں گے اگر کسی مسئلے میں کوئی فروگزاشت ہو تو آگاہ فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ۔

حسین خاں عفی عنہ
ناظم مدرسہ اسلامیہ نورالہدیٰ۔ کاولی

کاولی
مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۸۱ء

پیش لفظ

عالیجناب شیخ التفسیر مولانا حضرت سید عبدالجبار صاحب مدظلہ
ناظر المدرسۃ الباقیات الصالحات. ویلور ۶۳۲۰۰۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔

امابعد!

اللہ تعالیٰ فقہائے امت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے اپنی علمی فکری روحانی تمامتر صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اسلامی ارکان وشعائر، احکام ومسائل کو اس طرح مبوّب ومرتب اور مفصل ومصوّر کرکے رکھدیا ہے کہ دین کے ہر ہر رکن اور ہر حکم کا جز جز نکھر کر واضح ہوگیا، پھر ان ارکان واحکام کے اجزاء کی درجہ بندی شرائط وضوابط، فرائض وواجبات آداب ومستحبات کے پیرائے میں جس سے ہر حکم شرعی کا پورا خاکہ اپنے تمام نقوش کے ساتھ مصوّر ہوجاتا ہے اور عناصر واجزاء کے درمیان ضروری اور غیر ضروری کا فرق بھی نمایاں ہوجاتا ہے۔ یہ اتنا اہم اور عظیم الشان کارنامہ ہے کہ اس پر امت مسلمہ ان فقہائے امت کو جس قدر بھی خراجِ عقیدت پیش کرے کم ہے۔ اللّٰھم اجزھم عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جزاءً حسناً۔

بہترین خراجِ عقیدت یہ ہے کہ ان مخلص فقہاء وعلماء ربانین کی پُرخلوص کاوشوں کو جان کر ذہن نشین کرکے صدق واخلاص کے ساتھ ان پر عمل کیا جائے اور ہر دینی کام کو اُصول وآداب کی پوری پوری رعایت کے ساتھ انجام دیا جائے قرآن وحدیث اور آثار سلف سے براہِ راست استفادہ ہر ایک کے بس کی

بات نہیں لیکن قرآن وحدیث کا جامع بچوڑ مفصّل شرح، باضابطہ تشریح فقہ سے ہر شخص مستفید ہوسکتا ہے بلکہ علم فقہ کی تدوین واشاعت کا یہی اصل منشا ہے۔

فقہی ابواب میں سب سے اہم اور بنیادی باب عبادت ہے۔ عبادت وعبودیت ہی انسان کی معراج اور تخلیق انسان کا منشا ہے مگر یہ انسان کی بدبختی اور غفلت ہے کہ وہ اپنے مقصدِ تخلیق سے غافل اور لایعنی میں مشغول ومنہمک ہے خیر سے جنہیں عبادت کی توفیق حاصل ہے وہ بھی اس کے تفصیلی احکام ومسائل سے بے بہرہ ہیں۔

فاضل مولّف "مجتبیٰ حسین خانصاحب" نے مشہور ومعتبر کتب فقہ سے (غالباً تراجم کی مدد سے) ایک اور مفصّل کتاب "توشۂ آخرت" ترتیب دی ہے جس میں "ارکان اسلام اور اصطلاحات شرعیہ کا مختصر تعارف، طہارت، نماز، صدقہ فطر، سجدۂ تلاوت وغیرہ کے تفصیلی احکام ومسائل پیش کئے ہیں اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ فقہی مسائل کے پہلو بہ پہلو احادیث وآثار کا بالالتزام ذکر کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب اردو میں متداولِ دیگر کتب ورسائل فقہ سے ممتاز ہے۔ زبان وبیان سادہ وسلیس، اور ترتیب سہل رکھی گئی ہے۔

جو مسلمان اپنی آخرت سنوارنا چاہتے ہیں، عقائد میں استحکام پاکی صفائی کا سلیقہ اور نماز کے ساتھ صحیح شغف رکھنا چاہتے ہیں وہ اس توشۂ آخرت کی پذیرائی کریں۔

مولّف محترم کی جانب سے اس قیمتی اور مفید تحفہ پر انہیں مبارکباد پیش ہے۔ خدا کرے کہ یہ کتاب خود ان کیلئے اور ان تمام مسلمانوں کیلئے جو اس سے مستفید ہوں، توشۂ آخرت ثابت ہو۔

فقط والسلام

سیّد عبدالجبّار عفی عنہ

ویلور

۱۱ر جون ۱۹۸۰ء

حضرت مولانا ریاست علی صاحب دامت برکاتہم
سابق ناظم تعلیمات۔ دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و

علی الہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد!

محترم المقام جناب حسین خانصاحب ادیب فاضل متوطن نیلور نے اپنی کتاب "توشۂ آخرت" اپنے دیوبند میں قیام کے دوران مطالعہ کیلئے پیش فرمائی اور اسکے بارے میں رائے تحریر کرنے کی فرمائش کی۔

مولف محترم نے اپنے موضوع سے متعلق عرق ریزی کے ساتھ کارآمد اور ضروری باتیں جمع کردی ہیں اور ایک انسان کو آخرت کیلئے جس سامان کی ضرورت ہوتی ہے انمیں سے بہت کچھ اس رسالہ میں موجود ہے اس لئے بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ "توشۂ آخرت" ایک ایسا رسالہ ہے جسے "اسم بامسمّی" کہنا چاہئے اور ہر انسان کو بارگاہ خداوندی میں حاضری کیلئے جو تیاری کرنی ہے یہ رسالہ اس سلسلے میں بہتر رہنمائی کا کام دے سکتا ہے۔ خود باری تعالیٰ نے بھی انسان کو اس طرف توجہ فرمایا ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ	کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمکو بلا مقصد
عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ.	پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹا کر
(سورۃ المومنون آیت ۱۱۵)	نہ لائے جاؤ گے۔

یعنی شمع حیات گُل ہونے کے بعد فنا نہیں ہوتی بلکہ ہر انسان کو بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوکر اپنے تمام کاموں کا حساب دینا ضروری ہے اور یہ تصور قطعاً غلط ہے کہ انسان کی تخلیق میں کوئی مقصد ملحوظ نہیں۔ انسان کے مقصد تخلیق کی وضاحت

قرآنِ کریم میں اس طرح کی گئی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ (سورۃ الذاریات آیت ۵۶)

میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

یہاں عبادت سے مراد محض فقہ کی اصطلاح نہیں ہے بلکہ دنیا میں رہ کر خدا کی مکمل اور ہر طرح کی بندگی مراد ہے۔ جسے رضاء الٰہی سے تعبیر کرنا چاہئے۔ جسمیں پہلا کام خدا کی ذات کا عرفان و اعتراف ہے۔ پھر اس کے حقوق کی ادائیگی اور پھر اسکے تمام احکام و اوامر کی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریقہ پر تعمیل ہے۔

مؤلّف محترم زید مجدہم نے اس سلسلہ میں بہت کچھ جمع فرما دیا ہے اور آخرت کی طرف سفر کرنیوالوں کو جو زادِ راہ اپنے ساتھ رکھنا چاہئے یہ رسالہ اسکی قدرے تفصیلات پر مشتمل ہے۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم مؤلف محترم کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کرے۔ خود مؤلّف کے لئے بھی زادِ راہ اور توشۂ آخرت بنائے اور صراطِ مستقیم پر چلنے والے تمام مسافروں کو اسے "توشۂ آخرت" بنانے کی توفیق دے۔ آمین۔ والحمد للّٰہ اوّلاً و آخراً۔

ریاست علی بجنوری غفرلہٗ
خادم تدریس دارالعلوم دیوبند

مولانا الحاج حافظ قاری محمد حامد صدیقی قادری صاحب مدظلہ،

ادیب، ایم، کے، اپچ، پی، مولوی کامل، مولوی فاضل، منشی فاضل، ادیب فاضل

پروفیسر شعبۂ دینیات عثمانیہ یونیورسٹی و خطیب اعزازی
جامع مسجد، سکندر آباد و معین امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش
حیدر آباد (اے، پی)

میں نے اس کتاب کو متعدد مقامات سے دیکھا اور ایک آدھ جگہ کچھ الفاظ میں کمی بیشی بھی کر دی ہے جو ضروری تھی۔

واقعہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کے لئے ان باتوں کا جاننا نہایت ضروری ہے جس کا تذکرہ کتاب میں ہے۔

اللہ تعالیٰ اس علم کو نافع بنائے اور سب کو اس سے فائدہ پہنچائے۔

فقط

ملے پلی۔ حیدر آباد

محمد حامد صدیقی

خطیب جامع مسجد سکندر آباد
و معین امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش

عالیجناب مولانا الحاج سید حبیب اللہ القادری رشید مدظلہ العالی

شیخ الجامعہ، جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدر آباد، (اے، پی ۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔

مولوی حسین خاں صاحب ادیب فاضل کی مرتبہ کتاب "توشۂ آخرت" کا مسودہ سرسری طور پر دیکھنے کا موقع ملا، مؤلف صاحب نے ضروریات دین کے

تعلق سے بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ اپنی علمی خدمات پیش کی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے اور اس کے ذریعہ علاقے کے لوگوں کو دیندار بنائے۔

فقط

حیدر آباد

۲۹ ستمبر ۱۹۷۹ء

سید حبیب اللہ القادری رشید
شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ

عالیجناب مولانا محمد حمید الدین حسامی صاحب عاقل مدظلہٗ

امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش، رکن انڈیا مسلم پرسنل لا۔ بورڈ،
بانی و مہتمم دار العلوم حسامیہ منزل پنجہ شاہ حیدر آباد (اے پی)

ادیب فاضل مولوی حسین خانصاحب کی کتاب توشۂ آخرت کے مسودہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا، روزمرہ کے ضروری فقہی مسائل کو موصوف نے جمع فرمایا ہے اور عام فہم انداز میں پیش کیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ موصوف کی یہ کوشش عوام الناس کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگی اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقط

حسامیہ منزل۔ حیدر آباد

۲۴ ستمبر ۱۹۷۹ء

محمد حمید الدین حسامی عاقل غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارکانِ اسلام

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

(۱) توحید و رسالت کا اقرار کرنا، (۲) نماز پڑھنا، (۳) روزے رکھنا، (۴) زکوٰۃ دینا، (۵) حج کرنا۔

احکامِ اسلام

عمل کرنے اور نہ کرنے کی حیثیت سے اسلامی احکام آٹھ ہیں۔

(۱) فرض۔ (۲) واجب۔ (۳) سنّت۔ (۴) مستحب۔ (۵) حلال۔ (۶) حرام۔ (۷) مکروہ۔ (۸) مُباح۔

فرض:۔ وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کا منکر کافر ہوگا، اور بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور مستحق عذاب شدید ہوگا۔

فرض کی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) فرض عین وہ جس کا کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے مثلاً پنجوقتہ نماز، روزۂ رمضان وغیرہ (۲) فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر مسلمان پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے کرنے سے دوسروں کے ذمے سے ساقط ہو جائیگا اور نہ کرنے سے سب پر گناہ ہوگا جیسے نماز جنازہ وغیرہ۔

واجب:۔ وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر نہیں، بلکہ انکار کرنے والا نیز بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور مستحق عذاب ہوگا۔ مثلاً نماز وتر اور نماز عیدین وغیرہ۔

سنّت:۔ وہ ہے جس کو حضورؐ نے کیا ہو۔ یا کسی کو اس کا حکم دیا ہو یا کسی

کرتے ہوئے دیکھکر اس کی تعریف کی ہو یا خاموش رہ کر اس پر انکار نہ کیا ہو۔ اس کا کرنے والا ثواب پائے گا اور بلا عذر چھوڑنے اور ترک کرنے کی عادت کرنے والا گنہگار ہوگا۔ سنّت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مؤکدہ وہ ہے جس کو حضورؐ نے ہمیشہ کیا ہو۔ اور کبھی ترک بھی فرمایا ہو اس کا کرنے والا مستحق ثواب اور بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار (۲) غیر مؤکدہ جس کو حضور نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑا ہو اسکا کرنے والا مستحق ثواب اور بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار نہیں (یہ مستحب میں داخل ہے)۔

مستحب:۔ وہ جس کے کرنے پر ثواب ہو لیکن نہ کرنے پر کوئی عذاب نہیں، اس کو نفل بھی کہتے ہیں۔

حلال:۔ وہ جس کا کرنا دلیل قطعی سے درست اور جائز ہو۔

حرام:۔ وہ جس کا کرنا دلیل قطعی سے ممنوع اور ناجائز ہو اس کو حلال جاننے والا کافر اور اس کا مرتکب فاسق ہوگا۔

مکروہ:۔ وہ جس کی ممانعت دلیل ظنّی سے ثابت ہو۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مکروہ تحریمی، وہ جو حرام سے قریب تر ہو، اس کا مرتکب گنہگار اور مستحق عذاب ہوگا (۲) تنزیہی وہ جو حلال سے قریب تر ہو اس کا مرتکب گنہ گار نہیں ہوگا۔

مُباح:۔ وہ جس کا کرنا یا نہ کرنا دونوں برابر ہو یعنی کرنے میں ثواب نہیں اور نہ کرنے میں عذاب نہیں۔

فضائل و آدابِ طہارت

طہارت کے معنیٰ پاکیزگی کے ہیں اور اصطلاح شرح میں نجاست حکمی

حقیقی سے پاک وصاف ہونے کا نام طہارت ہے۔

(۱) طہارت آدھا ایمان ہے۔ (بخاری و مسلم)۔ (۲) نماز کی کنجی طہارت ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)۔ (۳) اسلام پاک ہے بس تم پاکیزگی اختیار کرو۔ کیونکہ جنت میں پاکیزہ لوگ ہی داخل ہوں گے (حضور اکرمؐ)۔ (۴) اللہ تعالیٰ اس پاک عابد کو دوست رکھتا ہے جو احکام شرع کے مطابق پاکی کیا کرتا ہے۔ (نبی اکرمؐ)

طہارت کے دو اقسام ہیں۔ (۱) طہارت صغریٰ (۲) طہارت کبریٰ۔ طہارت صغریٰ وضو اور کبریٰ غسل ہے۔

(۱) جب آنحضرتؐ کو حاجت کا تقاضا ہوتا تو زمین سے قریب ہونے سے پہلے کپڑا نہ اٹھاتے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)۔

(۲) پیشاب کرتے وقت تم میں سے کوئی شخص ہرگز اپنی شرمگاہ کو سیدھے ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ سیدھے ہاتھ سے طہارت کرے۔ ہاں اگر کسی کا بایاں ہاتھ بیکار ہو تو داہنے ہاتھ سے طہارت کرنا جائز ہے۔ (بخاری)

(۳) جب تم میں سے کوئی پاخانے کو جائے تو تین ڈھیلوں سے طہارت کرے اور یہ تین ڈھیلے اس کے لئے پانی کے بدلے کافی ہے۔ (احمد نسائی)

(۴) جس ڈھیلے سے ایک بار طہارت کرلی ہو اُسے دوبارہ کام میں لانا مکروہ ہے۔

(۵) گوبر اور ہڈیوں سے استنجا نہ کرو وہ تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے۔ (ترمذی)

(۶) کاغذ، کھانے کی چیز، ہڈی، کوئلہ، شیشہ، پکی اینٹ، ٹھیکری، گوبر، لید، جانوروں کے چارے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو اگرچہ ایک آدھ پیسہ ہی سہی ان سب سے طہارت کرنا منع ہے۔

(۷) کنوئیں، حوض یا چشمے کے کنارے یا پانی میں اگرچہ کہ وہ بہتا ہو، یا گھاٹ یا پھلدار درخت کے نیچے یا سائے میں جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں یا مسجد اور

عیدگاہ کے پہلو میں یا قبرستان اور راستے میں یا چوہے، چیونٹی وغیرہ کے سوراخ میں یا وضو اور غسل کرنے کی جگہ یا جہاں پر مویشی بندھے ہوتے ہوں، ان سب جگہوں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۸) کھڑے ہو کر، لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا یا ننگے سر پاخانہ، پیشاب کو جانا منع ہے۔

(۹) وضو کے بچے ہوئے پانی سے طہارت نہ کریں۔ ہاں طہارت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں

(۱۰) پیشاب (کی چھینٹوں) سے احتیاط کرو اس لئے کہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے۔ (بزاز، طبرانی)

(۱۱) بیت الخلاء ایسے ہیں جن میں شیاطین حاضر رہتے ہیں۔ لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء میں جائے تو (پہلے یہ دعا پڑھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)۔

(۱۲) جنات کی آنکھوں اور بنی آدم کی شرمگاہ کے درمیان پردہ بسم اللہ کہنے سے پڑتا ہے۔ (احمد۔ نسائی)۔

(۱۳) جب بیت الخلاء سے نکلے تو غفرانک کہیں۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)۔

(۱۴) دو شخص پاخانہ پھرنے (ایک ساتھ) نہ جائیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کو نہ کھولیں اور باتیں نہ کریں۔ اللہ اس سے غضبناک ہوتا ہے۔ (احمد، داؤد)

(۱۵) بیت الخلاء میں قبلے کی جانب نہ رُخ کرے اور نہ پیٹھ تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ (طبرانی)۔

فضائل و آداب وضو

فضائل:- (۱) جو بندہ وضو کامل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیتا ہے (ابوداؤد)۔

(۲) وضو کی وجہ سے قیامت کے دن اعضاء وضو چمکدار اور روشن ہوں گے (حضور اکرمؐ)

(۳) گھر سے وضو کر کے مسجد کو جانا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

(۴) جب کوئی خواب سے بیدار ہو تو وضو کرے اور تین بار ناک صاف کرے کہ شیطان اس کے نتھنے پر رات گزارتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۵) جو ایک بار وضو کرے (یعنی ایک ایک بار اعضاء دھوئے) تو یہ ضروری بات ہے اور جو دو دو بار دھوئے اس کو دوگنا ثواب ہے اور جو تین تین بار دھوئے تو یہ میرے اگلے نبیوں کا وضو ہے۔ (احمد)

(۶) جو شخص وضو پر وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائینگی (ترمذی)

(۷) جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک اسکا سارا بدن پاک ہو گیا اور جس نے بغیر بسم اللہ وضو کیا اسکا اتنا ہی بدن پاک ہو گیا جتنے پر پانی گزرا (دارقطنی۔ بیہقی)۔

آداب وضو:- (۱) حضور اکرمؐ نے تین تین بار اعضاء وضو کو دھو کر دکھلایا اور پھر فرمایا کہ اس طرح وضو کیا جائے، جس نے تین پر اضافہ کیا اُس نے بُرا کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔ (نسائی۔ ابن ماجہ)

(۲) جن لوگوں نے انگلیوں کے درمیان خلال نہیں کیا اور انگلیاں خشک رہ گئیں تو انگلیوں میں آگ داخل کی جائے گی (طبرانی)۔

(۳) جو ایڑیاں وضو میں سوکھی رہ جاتی ہیں ان کے لئے خرابی اور جہنم کی آگ ہے۔
(طبرانی)

(۴) حضور اکرم ﷺ وضو میں دونوں رخساروں کو خفیف سا رگڑتے پھر ڈاڑھی کے نیچے انگلیوں کے ذریعہ خلال فرماتے۔ (ابن ماجہ)

(۵) حضور ﷺ ایک صد (یعنی ایک سیر مقدار) پانی سے وضو فرمایا کرتے تھے (ترمذی)

(۶) جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کلمۂ شہادت پڑھا تو اس کے لئے جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مسلم)

(۷) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ (شامی)

(۸) وضو کے بعد دو رکعت (تحیۃ الوضو) نفل نماز پڑھنا مستحب ہے۔ (مسلم)

مسائل:- (۱) بغیر وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

(۲) اس شخص پر واجب نہیں۔ جو کھڑے رہ کر یا بیٹھ کر سو جائے یہاں تک کہ وہ زمین پر پہلو رکھ کر نہ سو جائے (تو ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے) (ابن عدی)

(۳) ہر بہنے والے خون سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (دار قطنی)

(۴) جو شخص نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسے وہ نماز اور وضو دونوں کا اعادہ کرے۔ (دار قطنی)

(۵) اپنی یا غیر کی شرمگاہ دیکھنے اور چھونے سے وضو نہیں جاتا، تاوقتیکہ مذی وغیرہ خارج نہ ہو، لیکن وضو کر لینا مستحب ہے۔ (در مختار)

(۷) آواز سے ہوا خارج ہونے یا بدبو (ظاہر ہونے) کی وجہ سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔ صرف شک کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ (احمد، ترمذی)

(۸) اگر کسی نے زخم پر پٹی باندھی اور خون وغیرہ کی نمی پٹی پر نمودار ہو گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۹) اگر تھوک میں خون کی سرخی غالب ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر زردی

نمایاں ہو تو نہیں ٹوٹے گا۔

(۱۰) جونک کے خون چوسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر مچھر اور کھٹمل کے خون چوسنے سے نہیں۔ (عالمگیری۔)

(۱۱) جنازے کی نماز کے وضو سے ہر طرح کی نماز پڑھ لینا جائز ہے (فتاویٰ عزیزی)

(۱۲) اگر کسی کے ناخن میں آٹا وغیرہ لگا ہو اور خشک ہو گیا ہو جس کی وجہ سے پانی اس کے نیچے نہ پہنچ سکے گا تو اس کا وضو نہ ہو گا۔

(۱۳) اعضاء وضو پر اگر کوئی ایسی چیز ہو کہ اس کی وجہ سے پانی جسم تک نہ پہنچ سکے (مثلاً موم، چربی یا انگلی میں تنگ انگوٹھی وغیرہ) تو اس کو دور کر دے یا انگوٹھی وغیرہ کو حرکت دے کر اندرونی سطح پر جسم پر پانی پہنچائے ورنہ وضو نہ ہو گا۔

وضو کا طریقہ:۔ حمران رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے عثمان رضؓ کو وضو کرتے دیکھا تو آپ نے (۱) اپنے دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک تین مرتبہ پانی ڈالا اور ان کو دھویا، (۲) پھر تین مرتبہ کلّی کی (۳) اور تین مرتبہ ناک میں پانی لے کر (۵) داہنے ہاتھ کو کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھویا (۶) سنکا، (۴) پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا (۷) پھر آپ نے سر کا مسح کیا (۸) پھر سیدھے پیر کو ٹخنوں سمیت دھویا، (۹) پھر بائیں پیر کو اسی طرح تین دفعہ دھویا اس کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو میرے اس وضو کی طرح وضو فرماتے دیکھا پھر آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور دو رکعتیں اسطرح ادا کیں کہ ان رکعتوں میں کوئی وسوسہ نہ لائے تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائینگے۔ (بخاری و مسلم)

فرائضِ وضو:۔ (۱) منہ دھونا (پیشانی سے تھوڑی تک اور کان کی ایک لو سے دوسری لو تک)۔ (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ (تنویر الابصار)

سُننِ وضو:۔ (۱) نیت کرنا رفع حدث کی یا قربت کی، (۲) زبان سے

بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ، پڑھنا (اگر یاد نہ ہو تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہی پڑھ لے)۔ (۳) پہنچوں تک دونوں ہاتھ دھونا (اگرچہ پاک ہوں)۔ (۴) ہاتھ کی انگلیوں میں خلال کرنا۔ (۵) مسواک کرنا۔ (۶) کلی کرنا۔ (۷) ناک میں پانی ڈالنا۔ (۸) ہر عضو کو تین بار دھونا۔ (۹) ترتیب کے ساتھ دھونا۔ (۱۰) پے درپے دھونا۔ (یعنی ایک عضو کے دھونے سے دوسرے عضو کے دھونے تک خشک نہ ہوجائے)۔ (۱۱) ڈاڑھی کے اندر خلال کرنا۔ (۱۲) سارے سر کا مسح کرنا، (۱۴) پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا۔ (شامی۔ درمختار)

مستحباتِ وضو

(۱) قبلہ رخ بیٹھنا، (۲) مٹی کے برتن سے وضو کرنا۔ (۳) آفتابہ وضو بائیں طرف رکھنا۔ (۴) اونچی جگہ پر بیٹھکر وضو کرنا۔ (۵) بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑنا (۶) ہر عضو پر پہلے تر ہاتھ ملنا۔ (۷) انگوٹھی کو پھیرنا جب کہ ڈھیلی ہو ورنہ پھر فرض ہے۔ (۸) ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ کہنا۔ (۹) وضو میں درود شریف پڑھنا۔ (۱۰) گردن کا مسح کرنا۔ (۱۱) دھونے میں اعضاء کو داہنی طرف سے شروع کرنا۔ (۱۲) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پینا۔ (۱۳) اعضائے ماموره کو حدود معینہ سے زیادہ دھونا۔ (۱۴) بائیں ہاتھ سے دونوں پاؤں کو دھونا۔ (۱۵) غیر سے مدد نہ چاہنا (مگر معذور کو درست ہے)۔ (۱۶) بعد وضو کے سورۂ قدر پڑھنا۔ (۱۷) کلمہ شہادت پڑھنا۔ (شامی)

مفسداتِ وضو

(۱) پاخانہ اور پیشاب کی جگہ سے کوئی چیز نکلنا۔ (۲) جسم کے اندر کسی جگہ سے خون یا پیپ کا نکل کر مخرج سے پاک جگہ پر پہنچنا۔ (۳) سہارے سے سونا بشرطیکہ سرین زمین پر نہ جمے ہوں۔ (۴) منہ بھر کے قے آنا۔ (۵) نماز کے اندر بالغ کا قہقہہ مارنا اگرچہ سہواً ہی ہو۔

(۶) بیہوشی اگر نشہ میں ہو (۷) مُباشرت فاحشہ (یعنی دونوں شرمگاہوں کا بلا حائل بھڑ جانا اگرچہ دو عورتوں کے درمیان ہی ہو۔ (درمختار)

مکروہاتِ وضو

(۱) چہرہ پر زور زور سے پانی مارنا۔ (۲) پانی کا حاجت سے کم و بیش کرنا۔ (۳) وضو کے اندر بلا ضرورت اشد دنیا کی باتیں کرنا۔ (۴) تین بار نئے پانی سے مسح کرنا۔ (۵) ناپاک مکان میں وضو کرنا۔ (۶) عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔ (۷) مسجد کے اندر وضو کرنا۔ (۸) ایسے پانی میں تھوکنا اور ناک سنکنا جس سے وضو کر رہا ہے اگرچہ پانی جاری ہو (۹) وضو میں پیر دھوتے وقت پاؤں کو قبلہ رُخ سے نہ پھیرنا۔ (۱۰) بائیں ہاتھ سے منہ میں کُلّی کے لئے پانی لینا اسی طرح ناک میں بھی۔ (۱۱) بغیر عذر کے داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ (۱۲) کسی برتن کو اپنے وضو کے لئے خاص کر لینا۔ (درمختار)

معذور کا وضو

وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے اگر ان میں درد ہو یا کوئی عضو پھٹ گیا ہو یا اور کوئی مرض ہو جس کی وجہ سے ان پر پانی بہانا نقصان کرتا ہو تو ایسی حالت میں ان کا دھونا ضروری نہیں صرف مسح کر لینا چاہیئے۔ اور اگر مسح بھی نقصان کرے تو یوں ہی چھوڑ دیں۔

اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مرض ہو جس میں وضو توڑنے والی چیزیں برابر جاری رہتی ہوں یعنی کسی نماز کے پورے وقت میں اتنی مہلت نہ ملتی ہو کر اس مرض سے خالی ہو کر اس وقت کی فرض نماز ادا کر سکے تو ایسے شخص کو ہر نماز کے وقت نیا وضو کر لینا چاہیئے اس لئے کہ اس کا وضو نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے وہ شخص معذور سمجھا جائے گا۔

آدابِ مسواک

(۱) جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے جو بلا مسواک کے پڑھی جائے ستّر درجہ افضل ہے۔

(۲) اگر مجھے اپنی امت پر دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لئے وضو کا اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (احمد۔ نسائی۔)

(۳) مسواک سوائے موت کے ہر مرض کے لئے شفا ہے۔ (دیلمی)

(۴) ختنہ، عطر لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا انبیاء کی سنّت ہے۔ (ترمذی)

(۵) مسواک کا اہتمام کیا کرو اس میں دس فائدے ہیں۔

منہ کو صاف کرتی ہے۔ اللہ کی رضا کا سبب ہے۔ شیطان کو غصّہ دلاتی ہے۔ اللہ کا محبوب ہے۔ فرشتوں کا محبوب ہے۔ مسوڑھوں کو قوت دیتی ہے۔ بلغم کو قطع کرتی ہے۔ مُنہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔ صفرا دور کرتی ہے۔ نگاہ کو تیز کرتی ہے (فقہیات ابن حجر)

(۶) دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ (یعنی ان کا حکم ہر شریعت میں تھا۔)

(۱) مونچھیں کترانا۔ (۲) ڈاڑھی بڑھانا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) ناک میں پانی ڈالنا۔ (۵) ناخن تراشنا۔ (۶) اُنگلیوں کی چیٹیں دھونا۔ (۷) بغل کے بال دور کرنا۔ (۸) موئے زیر ناف مونڈنا۔ (۹) استنجا کرنا۔ (۱۰) کلّی کرنا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۷) لیٹ کر مسواک کرنا، مٹھی سے پکڑنا، چوسنا، فراغت کے بعد بغیر دھوئے رکھ دینا، مسواک کھڑی رکھنا، انار، ریحان یا بانس کی لکڑی کی مسواک کرنی مکروہ ہے۔ (درمختار)

آدابِ غسل

(۱) رحمت کے فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جہاں تصویر، کُتّا یا جُنبی ہو (ابوداؤد۔ نسائی)۔ (۲) جس کا ایک بال بھی غسل میں خشک رہ گیا اس کا

غسل جنابت ادا نہیں ہوا۔ (ابن ماجہ)۔ (۳) منی نکلنے سے غسل فرض ہوتا ہے۔(مسلم)

(۴) جب تم مذی کو دیکھو تو شرمگاہ کو دھولیا کرو اور نماز کیلئے جس طرح وضو کرتے ہو۔ ویسا ہی وضو کر لیا کرو اور جب تم سے منی کود کر نکلے تو غسل کیا کرو۔ (نسائی۔احمد)

(۵) عورت کے عضو خاص میں حشفہ داخل ہونے سے غسل فرض ہوتا ہے۔

(۶) جب کوئی غسل کرے میدان میں تو چاہئے کہ پردہ کرے۔ (ابوداؤد)

(۷) کوئی شخص حمام میں پیشاب نہ کرے جبکہ اس میں غسل یا وضو بھی کرتا ہو۔ اس لئے کہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد)۔ (۸) دھوپ سے پانی گرم مت کیا کرو اس (پانی کے استعمال) سے برص کا مرض پیدا ہوتا ہے۔(معراج الدرایہ)

احکام جنابت

(۱) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنبی ہوتے اور آپ کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو آپؐ نماز کے وضو کر لیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

(۲) جب تم میں سے کوئی شخص عورت کے چار شاخوں (یعنی دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں) میں بیٹھ جائے پھر کوشش کرے۔ (یعنی جماع کرے) تو اس پر غسل واجب ہوگا اگرچہ منی نہ نکلے۔ (بخاری ومسلم)

(۳) جنبی کا پسینہ، جھوٹا، مصافحہ اور اسکے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، وغیرہ جائز ہے۔(لمعات)

(۴) کوئی شخص غسل جنابت اور غسل جمعہ دونوں کو اکٹھا کرنا چاہے تو اُسے جنابت کی نیت مقدم کرنا اولیٰ ہے۔

غسل کی تعریف

حدثِ اکبر سے پاک ہونے یعنی سر سے پیر تک تمام جسم کی ظاہری سطح دھونیکا نام غسل ہے جس کا دھونا بغیر کسی تکلیف کے ممکن ہو۔

غسل کے صفات

فرض: شہوت سے منی نکلنے پر، احتلام کے بعد، وطی کے بعد، حیض موقوف ہونے کے بعد، نفاس موقوف ہونیکے بعد غسل کرنا فرض ہے۔

سُنّت:۔ جمعہ، عیدُ الفطر، عید الضحیٰ، احرام باندھتے وقت، عمرے کے لئے اور وقوف عرفات کیلئے غسل کرنا سنّت ہے۔ (درِّ مختار)

فرضِ کفایہ:۔ مسلمان میّت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، جو مُردے کو نہلائے اسے غسل کرنا چاہیئے۔ (یعنی اچھا ہے) (ابن ماجہ)

واجب:۔ اسلام لانے والا اگر جنبی ہے تو اُسے غسل واجب ہے۔ ورنہ مستحب۔

مُستحب:۔ شبِ برات، شبِ عرفہ، شبِ قدر، خوف کے وقت، مصیبت کیلئے، نئے کپڑے پہننے کے وقت، سفر سے واپسی کے وقت، گناہ سے توبہ کرنے والے پر، میّت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ (درمختار)

طریقۂ غسل

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کیا کرتے تو (یوں) شروع فرماتے کہ دونوں ہاتھوں کو (پہنچوں تک) دھو لیتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ کو دھوتے اور پھر وضو فرماتے جیسا کہ نماز کے لئے کیا جاتا ہے۔ پھر پانی لے کر اپنی انگلیوں کے ذریعہ بالوں کی جڑوں میں پہنچاتے اور جب یقین ہو جاتا کہ تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ چکا ہے تو تین چلّو پانی اپنے سر پر ڈالتے اس کے بعد تمام جسم پر پانی بہاتے اور پھر دونوں پیروں کو دھو لیتے تھے۔ (مسلم، ابوداؤد)

فرائضِ غسل

کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، تمام جسم پر پانی ڈالنا۔ (عالمگیری)

سُننِ غسل

نیت کرنا، دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا، بسم اللہ پڑھنا، شرمگاہ کو غسل سے پہلے دھونا خواہ نجاست ہو یا نہ ہو، وضو کرنا، تین بار سر اور تمام بدن پر پانی ڈالنا، قبلے کی طرف مُنہ نہ کرنا جبکہ ننگا ہو، تمام بدن پر پانی مل لینا کہ سارے بدن پر اچھی طرح پہنچ جائے، ایسی جگہ نہانا جہاں

جہاں کوئی نہ دیکھے۔ (درمختار۔ عالمگیر)

مستحبات غسل غسل کرتے وقت کلام نہ کرنا، بعد غسل کے مستحبات وہی ہیں جو وضو کے ہیں سوائے استقبال قبلہ کے۔ (درمختار)

مکروہات غسل بلاضرورت ایسی جگہ نہانا جہاں کسی غیر محرم کی نظر پہنچ سکے برہنہ نہانے والے کو قبلہ رو ہونا۔ بسم اللہ کے سوا اور دعاؤں کا پڑھنا۔ بلاضرورت کلام کرنا۔

آدابِ تیمّم

شرعاً پاک مٹی سے طہارت حاصل کرنیکا قصد کرنے کو تیمّم کہتے ہیں۔

تیمّم یہ ہے کہ ایک دفعہ زمین پر ہاتھ مارنا چہرے کے لئے اور دوسری دفعہ ہاتھ مارنا کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لئے۔ (دار قطنی۔ حاکم)

مسائل:۔ (۱) تم (پانی نہ ملنے پر) مٹی سے تیمّم کرلو۔ یہی تمہارے غسل (جنابت) کے لئے کافی ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۲) پاک مٹی مسلمان کے لئے پانی (کے قائم مقام) ہے۔ اگرچہ وہ دس سال تک پانی نہ پائے اور جب اس کو پانی مل جائے تو غسل کرے یہ اسکے لئے بہتر ہے۔ (احمد، ترمذی)

(۳) جس شخص کو وضو یا غسل کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو وضو اور غسل کے بجائے تیمّم کرے۔ (بہار شریعت)

(۴) ایسی بیماری ہو کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے کا اندیشہ ہو یا چاروں طرف ایک میل تک پانی کا پتہ نہ ہو تو تیمم کرے۔

(۵) اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہونے کا قوی اندیشہ ہو تیمم کرے۔

(۶) کسی کے نصف بدن سے زائد پر زخم ہو یا چیچک نکلی ہو تو اس کو تیمّم

درست ہے۔

(۷) مال لٹنے کا اندیشہ ہو یا دشمن کا خوف (خواہ انسان، سانپ، شیر وغیرہ) ہو تو تیمّم درست ہے۔

(۸) پیاس کا خوف، یعنی اس کے پاس اتنا پانی ہو وضو یا غسل کر لینے پر پیاسا رہے گا تو تیمم کرے۔

(۹) یہ خوف کہ وضو یا غسل کرنے میں عید کی نماز فوت ہو جائیگی تو تیمم کرے۔

(۱۰) وقت اتنا تنگ ہو کہ وضو یا غسل کرنے میں نماز قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو ایسی حالت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور پھر وضو یا غسل کر کے نماز دُہرائے۔

(۱۱) جب جنازہ آجائے اور تم بے وضو ہو (وضو کرنے تک نماز جنازہ فوت ہو جانیکا خوف ہو) تو تیمّم کر لو۔ (ابن عدی)

(۱۲) اگر نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت کے لئے تیمّم کیا تو بلا اختلاف علماء کے نزدیک جائز ہے کہ اس تیمّم سے نماز فرض پڑھے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

(۱۳) جس پر غسل فرض ہے اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ غسل اور وضو دونوں کے لئے دو تیمم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیت[۱] کر لے۔

(۱۴) جو چیز زمین کی جنس سے ہو اس سے تیمّم جائز ہے اور جو جنس زمین کی نہ ہو اس سے ناجائز۔

(۱۵) جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہتا ہے۔

فرائضِ تیمّم

نیت[۲] کرنا۔ سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا۔ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت مسح کرنا۔

---

[۱] نیت صرف اتنی کافی ہے کہ میں طہارت حاصل کرنے یا نماز کیلئے تیمّم کرتا ہوں۔

[۲] اگر نیت نہ کی گئی یا منہ اور ہاتھ کا کوئی حصہ بال برابر مسح کرنے سے رہ گیا تو تیمم نہ ہوگا۔

ارکانِ تیمم اس کے دو رکن ہیں۔ (۱) اوّل ضرب مٹی پر مار کر منہ پر مسح کرے اور دوسری ضرب مار کر دونوں ہاتھوں کا مسح کہنیوں تک کرے۔
(۲) دوسرا رکن استیعاب ہے۔ یعنی اس طور پر منہ اور ہاتھوں کا مسح کرے کہ کوئی مقام مسح سے خالی نہ رہے۔ (در مختار)

شرائطِ تیمم (۱) اسلام کا ہونا۔ (۲) نیت کرنا۔ (۳) مسح کرنا۔ (۴) تین یا زیادہ انگلیوں سے مسح کرنا۔ (۵) مٹی یا جنس مٹی کا مطہر ہونا۔
(۶) پانی کا نہ ہونا حکماً یا حقیقتاً۔ (در مختار۔ شامی)

آدابِ قبلہ

(۱) قبلے کی جانب منہ یا پیٹھ کرکے پاخانہ، پیشاب یا طہارت کرنا منع ہے
(۲) جو شخص قبلے کی جانب تھوکے گا، قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اسکا تھوک دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔ (ابو داؤد)
(۳) قبلے کی جانب پاؤں پھیلانا مکروہ ہے جاگتے میں ہو یا سوتے میں۔
(۴) قبلے کی جانب نشانہ بنا کر اس پر تیر مارنا یا گولی مارنا مکروہ ہے۔
(۵) تمام نشستوں میں بہترین نشست یہ ہے کہ انسان قبلہ رُخ ہو کر بیٹھے۔ (طبرانی)۔ (۶) بچوں کے پاؤں قبلہ رُخ کرکے لٹانا، پیشاب یا پاخانہ پھرانے میں منہ یا پیٹھ کرنا بھی منع ہے اور اس کا گناہ لٹانے والے اور حاجت رفع کرانے والے پر ہوگا۔ (۷) قبلے کی سمت کلّی بھی نہ کی جائے۔

آدابِ مسجد

(۱) جو محض اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے

جنت میں گھر بناتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(۲) بہترین مقام خدا کے نزدیک مساجد ہیں اور بدترین مقام بازار۔ (مسلم)

(۳) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے چالیس برس کے اعمال ضائع ہوتے ہیں۔ (بیہقی)

(۴) مسجد میں وضو کرنا، کلی کرنا، دیوار یا فرش پر تھوکنا، ناک سنکنا منع ہے۔ (عالمگیری)

(۵) کوئی شخص کچی پیاز لہسن کھا کر ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے، (یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بد بو ہو۔ (بخاری و مسلم)

(۶) مسجد میں ناپاک تیل جلانا یا نجس گارا لگانا منع ہے۔ (درمختار)

(۷) مسجد کی صفائی کے لئے چمگادڑ، کبوتر وغیرہ کے گھونسلے نوچنے میں حرج نہیں۔ (درمختار)

(۸) مسجد میں جنبی یا حیض و نفاس والی عورت کا جانا حرام ہے۔

(۹) مسجد میں جھاڑو دینا، پاک و صاف رکھنا، کوڑا کرکٹ باہر پھینک دینا، خوشبو لگانا یہ تمام افعال موجب جنت ہیں۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

(۱۰) مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہو کر جانا منع ہے۔ (عالمگیری)

(۱۱) مسجد میں گمشدہ چیز کو تلاش کرتے سنے تو اسے جواب دے، خدا اسے تجھے واپس نہ دے، کیونکہ مسجدیں اس کام کیلئے نہیں بنائی گئی ہیں۔ (مسلم)

(۱۲) مسجد میں کھانا، پینا، مسافر اور معتکف کے سوا کسی کو جائز نہیں اگر ضرورت پیش آجائے تو اعتکاف کی نیت کرلے۔ (عالمگیری)

(۱۳) معلم با اُجرت کو مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کی اجازت نہیں ورنہ اجازت ہے۔ (عالمگیری)

(۱۴) مسجد میں درس دینا جائز ہے اگرچہ بوقت درس مسجد کی جانمازوں اور چٹائیوں کو استعمال کرتا ہو۔ (عالمگیری)

(۱۵) طالب علم نے مسجد کی چٹائی کا تنکا نشانی کیلئے کتاب میں رکھ لیا معاف ہے۔ (عالمگیری)

(۱۶) مسجد کے چراغ سے کتب بینی اور درس و تدریس میں تہائی رات تک تو مطلقاً کر سکتا ہے اگرچہ جماعت ہو چکی ہو اور اسکے بعد اجازت نہیں مگر اس کے بعد تک جلنے کی عادت ہو۔ (عالمگیری)

(۱۷) مسجد میں اشعار پڑھنا، خرید و فروخت کرنا اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ باندھکر بیٹھنا منع ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)۔

(۱۸) مسجد میں عقد کرنا مستحب ہے۔ (عالمگیری)

(۱۹) مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر سب نمازی مسجد میں ہوں (بعض حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔ (درمختار)

(۲۰) مسجد میں انار، آم، امرود وغیرہ پھلدار درخت ہیں۔ مصلیوں کو انکے پھل کھانا جائز نہیں، بلکہ جس نے بویا ہے وہ بھی نہیں کھا سکتا کہ درخت اس کا نہیں بلکہ مسجد کا ہے پھل بیچ کر مسجد پر صرف کیا جائے۔ (خانیہ)

(۲۱) جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت "تحیۃ المسجد" پڑھ لیا کرے (اگر مکروہ وقت نہو)۔ (بخاری و مسلم)۔

(۲۲) جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو یہ کہے کہ "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔" (اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب مسجد سے نکلے تو یہ کہے۔ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ"۔ (اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں)۔ (مسلم)۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پیر رکھیں اور نکلتے وقت پہلے بایاں پیر نکالیں۔

آدابِ اعتکاف

اعتکاف کے شرعی معنیٰ یہ ہیں کہ مسلمان اپنے نفس کو طاعتِ الٰہی کی طرف

متوجہ کر کے ایسے امور سے خود کو روکے رکھے جیسے شرع نے بحالت اعتکاف منع فرمایا ہے اور اسی حالت پر اپنے آپ کو قائم رکھے (عین الہدایہ)

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے صبح کی نماز پڑھتے اور پھر اپنے اعتکاف کی جگہ چلے جاتے (ابوداؤد)

(۲) جو شخص حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایک دن کا بھی اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنّم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں کہ دو خندق کا فاصلہ مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ ہے۔ (طبرانی)

(۳) حالت اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام وغیرہ۔ (در المختار)

(۴) بھول کر بھی مسجد سے نکلیں تو اعتکاف فاسد ہو گا۔ البتہ انسانی حاجت مثلاً پاخانہ، پیشاب یا جمعہ کی نماز کیلئے جاتا ہو تو اس کے سوا دوسرا کام نہ کرے۔ (عالمگیری)

(۵) معتکف پر سنت یہ ہے کہ نہ مریض کی عیادت کو جائے نہ جنازے میں حاضر ہو نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ حاجت کیلئے جائے مگر اس حاجت کیلئے جا سکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزے کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔ (ابوداؤد)

(۶) جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کر لیا تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔ (بیہقی)

(۷) معتکف مسجد ہی میں کھائے، پیئے، سوئے۔ ان امور کے لئے مسجد سے باہر ہو گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ (در مختار)

(۸) رمضان کے آخری دس دن کا اعتکاف سنّت مؤکدہ ہے۔ یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیّت اعتکاف مسجد میں ہو اور تیسویں کے

غروب کے بعد یا انتیسویں کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اور یہ اعتکاف سنّتِ کفایہ ہے۔ اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کر لیا تو سب بری الذمّہ ہوں گے۔ (در مختار۔ عالمگیری)

(۹) معتکف نہ چُپ رہے نہ کلام کرے، کرے تو کیا کرے، یہ کہ قرآن مجید کی تلاوت، حدیث شریف کی قرأت، درود شریف کی کثرت، علم دین کا درس و تدریس، حضورؐ اور دیگر انبیاءؑ کے سیر و افکار اور اولیاؒ و صالحینؒ کی حکایت اور اُمور دین کی کتابت۔ (در مختار)

اعتکاف کے ارکان: ۔ روزہ، نیت، مسجد میں ٹھہرنا (عورت گھر میں)۔ (ہدایہ)

اعتکاف کے شرائط: ۔ اسلام، عقل، جنابت (حیض و نفاست سے پاک ہونا) عین الہدایہ

اعتکاف کے اقسام: ۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) **واجب:** ۔ وہ اعتکاف ہے جس کی نذر مانی گئی ہو۔ اس میں روزہ شرط ہے۔

(۲) **سنّت مؤکدہ:** ۔ رمضان کے آخری دہے کا اعتکاف۔

(۳) **مستحب:** ۔ وہ جو اِن کے علاوہ ہو۔

(۴) **نفل:** ۔ اس اعتکاف میں روزہ شرط نہیں۔ (عالمگیری)

(۱۰) مستحب اعتکاف کے لئے نہ روزہ شرط ہے نہ اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی جس وقت تک مسجد میں ہے معتکف ہے چلا آیا اعتکاف ختم ہوا۔ (عالمگیری۔)

(۱۱) نفل اعتکاف کے لئے نہ وقت کی قید ہے نہ دنوں کی جب چاہے اور جتنے دن چاہے اعتکاف کرے اس کی کم سے کم مدت مقرر نہیں۔ چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے کسی نے اگر یہ نیت کر لی کہ جب تک مسجد سے باہر نہ نکلوں تب تک اعتکاف ہے یہ درست ہے۔ (عالمگیری)

مؤذن کا مرتبہ

(۱) مؤذن قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی گردن والے ہونگے۔ (مسلم)

(۲) جن یا انسان یا کوئی اور مؤذن کی آواز کی بھنک بھی سن لے گا تو وہ قیامت کے دن گواہی دے گا۔ (بخاری)

(۳) جس نے حصولِ ثواب کے لئے سات سال تک اذان دی اس کے لئے دوزخ سے برأت لکھدی گئی۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

(۴) اذان دینے والا جب مرے گا قبر میں، اس کے بدن میں کیڑے نہ پڑیں گے۔ (طبرانی)

(۵) قیامت کے دن تین قسم کے آدمی مشک کے ممبروں پر ہوں گے۔ وہ غلام جس نے اللہ کا حق بھی ادا کیا ہو اور اپنے آقا کا بھی، وہ شخص جس نے کسی قوم کی امامت کی اور وہ قوم اس سے راضی رہی اور وہ شخص جو دن رات میں پانچ وقت کی اذان دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۶) اللہ تعالیٰ کا ہاتھ مؤذن کے سر پر رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی اذان سے فارغ ہو جائے۔ (طبرانی)

(۷) مؤذن کی بخشش اور مغفرت اس کی درازی آواز کے موافق ہے۔ ہر خشک وتر چیز اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتی ہے۔ (احمد۔ ابوداؤد)

اذان اور اقامت

(۱) تمہاری اذاں وہ لوگ دیا کریں جو تم میں بہت نیک ہوں۔ (ابوداؤد)

(۲) جب مؤذن کی اذان سنو تو اسے دہراؤ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ (نبی اکرمؐ)

لے یعنی سب سے زیادہ مقرب و معزز ہوں گے۔

(۳) جب شیطان اذان کی آواز سُنتا ہے تو مقام روحا تک بھاگ جاتا ہے۔ (مقام روحا مدینے سے چھتیس میل ہے۔) (مُسلم)

(۴) جب اذان دیا کرو تو اذان کے کلمات کو ٹھیر ٹھیر کر جُدا جُدا کہا کرو اور جب اقامت کہا کرو تو اقامت کے الفاظ کو جلدی جلدی ادا کیا کرو اور اذان و اقامت کے درمیان اتنا وقفہ دیا کرو کہ کھانا کھانے والا کھانے سے اور پانی پینے والا پینے سے فارغ ہو جائے اور جو قضائے حاجت کو گیا ہو اس سے فارغ ہو کر آسکے اور جب تک تم مجھے نہ دیکھ لو اس وقت تک نماز کے لئے کھڑے نہ ہوا کرو۔ (ترمذی)

(۵) اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنّت ہے۔ اذان کہتے ہی اقامت کہدینا مکروہ ہے۔ مگر مغرب میں وقفہ تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو۔ باقی نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ پابند جماعت ہیں آجائیں، مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت کراہت آجائے۔ (درمختار، عالمگیری)

(۶) اذان اوّل وقت میں اور اقامت اوسط وقت میں سوائے مغرب کے کہ اسمیں تین آیتوں کی مقدار فصل کرے۔ (عالمگیری)

(۷) اذان قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اثنائے اذان میں وقت آگیا تو اعادہ کی جائے۔ (درمختار)

(۸) پانچ وقتوں کی فرض نمازوں کے لئے خواہ ادا ہوں یا قضا اذان کہنا سنتِ مؤکدہ ہے یہاں تک کہ شہر والے اذان ترک کر دیں تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔ (درمختار)

(۹) اذان کے وقت سلام یا باتیں کرنا منع ہے۔ (درمختار)

(۱۰) جنبی کا اذان دینا مکروہ ہے۔ (امام محمدؒ)

(۱۱) ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے (درمختار)

(۱۲) آنحضرت صلعم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں رکھنا تمہاری بلند آواز کا باعث ہوگا۔ (ابن ماجہ۔ ترمذی)

(۱۳) غیر قبلہ رُخ اذان دینا، جلدی جلدی بغیر توقف کے کہنا، ترجیع کرنا (یعنی پہلے آہستہ آہستہ پھر چاروں شہادتیں زور سے کہنا) حیّ علی الصّلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں التفات نہ کرنا، اور بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے۔ (در مختار۔ عالمگیری)

(۱۴) حائضہ، زچہ، خطبے کے سننے والے، نماز پڑھنے والے، پاخانہ، پیشاب کرنے والے، علم دین سیکھنے اور سکھانے والے پر اذان کا جواب دینا ضروری نہیں۔ (در مختار)

(۱۵) جب تم مسجد میں ہو اور اذان دی جائے تو تم میں سے اس وقت تک کوئی مسجد سے باہر نہ نکلے جب تک کہ نماز پڑھ لے۔ (احمد)

(۱۶) سراسر کفر، نفاق اور ظلم یہ ہے کہ مؤذن کی اذان سُنے اور پھر مسجد میں حاضر نہ ہو۔ (احمد)

(۱۷) مسجد میں فرض نماز کے بعد تنہا نماز پڑھنے والے کو اذان اور اقامت کی ضرورت نہیں۔

(۱۸) قضا نماز کے لئے اذان اور اقامت مسنون ہے۔ (در مختار)

(۱۹) عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے کہیں گی تو گنہگار ہوں گی اور عادہ کی جائے گی۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)

(۲۰) بے وضو اذان درست ہے اور جب مؤذن موجود ہے اور وہ دوسروں کی اقامت سے ناراض بھی ہو تو مکروہ ہے۔ (در مختار)

(۲۱) اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

(۲۲) جب اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہیں

پڑھنی چاہیے۔ (مسلم)

(۲۳) اگر امام نے اقامت کہی تو قد قامت الصّلوٰۃ کے وقت آگے بڑھکر مصلّے پر جائے۔ (درمختار۔ عالمگیری۔)

(۲۴) اقامت سے پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بدعت ہے۔ (طحطاوی۔ حاشیہ مراقی الفلاح۔ نماز حنفی حصّہ دوم)۔

(۲۵) اقامت کے بعد امام نے سنّت ادا کی تو اقامت پھر نہ کہی جائے۔ (بزازیہ)

(۲۶) اگر فاصلہ زیادہ ہو جائے یا ایسا کام کیا جائے جو عرف میں عمل کا قاطع سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً روٹی کھانا، تو ایسی صورت میں پھر کہہ لینا مناسب ہے۔ (درمختار)

(۲۷) جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو تم اسی وقت اٹھو جب مجھے دیکھ لو کہ میں حجرے سے نکل گیا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(۲۸) اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے۔ جب مؤذن حیّ علی الفلاح پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو، جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بیٹھے رہیں۔ اس وقت اٹھیں جب مؤذن حیّ علی الفلاح پر پہنچے، یہی حکم امام کے لئے ہے۔ (عالمگیری)

(۲۹) جب مکبّر حیّ علی الصّلوٰۃ کہے تو امام و مقتدی سب کو کھڑا ہو جانا چاہیے جب مکبّر قد قامت الصّلوٰۃ کہہ لے تو امام نماز شروع کر سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہونے پر شروع کرے (بہار شریعت حصّہ سوم صن۹)

غالباً حضورؐ اپنے حجرہ مبارکہ سے مؤذن کی اقامت شروع کر دینے کے بعد برآمد ہوتے تھے اور مؤذن جب حیّ علی الصّلوٰۃ کہتا تو آپؐ مسجد کے محراب میں آجاتے تھے اس لئے ائمہّ احناف نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی سب حیّ علی الصّلوٰۃ کے وقت کھڑے ہو جائیں اور امام قد قامت الصّلوٰۃ کے وقت نماز شروع کر دے

یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمد کا قول ہے اور امام ابو یوسفؒ نے کہا ہے کہ پوری اقامت سے فراغت کے بعد نماز شروع کی جائے۔ اور خزانہ میں مذکور ہے کہ اگر امام نے نماز نہیں شروع کی یہاں تک کہ مؤذن اقامت سے فارغ ہو گیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جمہور یہ کا اتفاق امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے، کہ مؤذن کے اقامت سے فارغ ہونے کے بعد نماز شروع کی جائے۔ کیونکہ اس صورت میں مؤذن کو بھی نماز امام کے ساتھ ابتدا ہی سے مل جاتی ہے اور اسی پر اہل حرمین کا عمل ہے۔ البتہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول ہے کہ امام نماز شروع کرنے میں اتنی تاخیر کرے کہ مؤذن اقامت سے فارغ ہو جائے اور صفیں درست کر لی جائیں۔ (مرقاۃ۔ شرح وقایہ)

آدابِ جماعت

(۱) جماعت برکت ہے۔ (ترمذی۔ ابو داؤد)

(۲) صبح کی نماز باجماعت پڑھنے کے لئے حاضر ہونا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

(۳) جماعت کے لئے مسجد میں جانے والے کا ہر قدم ایک نیکی کو واجب کرتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ (ابن حبان)

(۴) پنج وقتہ فرض نمازوں میں باجماعت پڑھنا واجب ہے۔ (درمختار)

(۵) دو۲ اور دو۲ سے زیادہ میں جماعت ہے۔ (ابن ماجہ)

(۶) جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز (جماعت) کے لئے مسجد کو جاتا ہے اسکا ثواب احرام باندھنے والے حاجی کے برابر ہے۔ (ابو داؤد)

(۷) جو شخص دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے مگر جمعہ اور

جماعت میں حاضر نہیں ہوتا وہ دوزخ میں ہے۔ (ترمذی)

(۸) جو شخص چالیس راتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے کہ عشاء کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھدیگا۔ (ابن ماجہ)

(۹) حضورؐ نے فرمایا کہ بے شک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں جو لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص کو کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آئے انکے گھروں کو جلادوں۔ (بخاری ومسلم)

(۱۰) منافقین پر سب سے زیادہ گراں عشاء اور فجر کی نماز ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۱۱) جس نے باجماعت عشاء کی نماز پڑھی گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت پڑھی گویا پوری رات قیام کیا۔ (مسلم)

(۱۲) اگر نماز کی جماعت کھڑی ہوگئی اور کسی کو پاخانے کی حاجت ہو تو پہلے پاخانے کو جائے۔ (ترمذی)

(۱۳) فرمایا رسول اللہؐ نے کہ جب تک تم میں سے کوئی شخص مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے اور محض ادائے نماز و حصول جماعت کے خیال سے مسجد سے نہیں جاتا تو اس کے انتظار کا تمام وقت نماز میں محسوب ہوگا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ ص۲۳۵)

(۱۴) اگر محلے میں دو مسجدیں ہوں تو جو مسجد سب سے زیادہ قریب ہو اس میں نماز پڑھنی چاہئے۔ (در مختار)

(۱۵) اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہو تو جو زیادہ قدیمی ہو اس میں پڑھنی چاہئے۔ (غایۃ الاوطار)

(۱۶) آدمی کی نماز اپنے گھر میں ایک نماز کے برابر ہے اور محلّے کی مسجد میں

پچیس۲۵ نمازوں کے برابر ہے، جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچسو۵۰۰ نمازوں کے برابر ہے، مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں نماز پڑھنا پانچ ہزار۵۰۰۰ نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد (مسجد نبویؐ) میں نماز پڑھنا پچاس۵۰ ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام (کعبہ) میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

مسائل: ۔(۱) ایک شخص کو فجر، ظہر، یا عصر کی نماز امام کے ساتھ ایک رکعت ملی تو یہ جماعت سے نماز پڑھنے والا شمار نہ ہوگا، مگر جماعت کا ثواب ضرور مل جائے گا۔ (شامی)

(۲) اگر چار رکعتوں والی نماز میں سے تین رکعتیں امام کے ساتھ مل گئیں تو جماعت سے نماز پڑھنے والا شمار کیا جائے گا۔ (عالمگیری)

(۳) اگر کوئی شخص امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے قبل شریک ہوگیا تو اسے وہ رکعت مل گئی اور اگر اس کے رکوع میں جھکنے سے پہلے امام نے سر اٹھالیا تو رکعت فوت ہوگئی۔ (عالمگیری)

امام بیہقیؒ نے حضرت ابوبکرؓ حضرت زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہ کا تعامل نقل کیا ہے کہ یہ حضرات جب رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہوتے تو اسے اپنی رکعت شمار کرتے تھے۔ (بیہقی جلد ۲ صفہ ۹ کتاب الصلوٰۃ۔)

(۴) ایک شخص فجر یا مغرب کی تنہا نماز پڑھ رہا تھا۔ اتنے میں جماعت کھڑی ہوگئی تو اگر اس نے دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اپنی نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو پھر نہ توڑے اسی کو پورا کرے۔ (عالمگیری)

(۵) ہر ایسی مسجد میں کہ جہاں کوئی جماعت کا انتظام ہو جماعت ثانیہ نہ کی جائے البتہ ویران مسجد میں کہ جہاں کوئی جماعت کا انتظام نہ ہو متفرق جماعتیں

کی جاسکتی ہیں اور کوئی حرج نہ ہوگا۔ (صراط مستقیم)

(۶) ترمذی نے یہ اظہار کیا ہے کہ اصحاب علم بالخصوص سفیان ثوریؒ و ابن مبارکؒ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ نے جماعت ہو جانے کے بعد تنہا نماز پڑھنے کو پسند فرمایا ہے۔ (صراط مستقیم حصہ اوّل ص ۱۸۴)

جماعت کی صفات

(۱) شرط ہے۔ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں۔

(۲) سنّتِ مؤکّدہ ہے (واجب کے قریب) پنج وقتہ نمازوں میں۔ (۳) سنت کفایہ ہے۔ نماز تراویح اور نماز کسوف میں۔

(۴) مستحب ہے رمضان کے وتر میں۔

(۵) مکروہ تنزیہی ہے۔ رمضان کے سوا اور زمانے کے وتر میں۔

(۶) مکروہ تحریمی ہے۔ نماز خسوف میں تمام نوافل میں صرف عورتوں کی جماعت میں (جس میں امام بھی عورت ہو)[1]۔ (نصاب اہل خدمات شرعیہ)

آدابِ صف

(۱) اپنی صفوں کو سیدھا کرو اس لئے کہ صفوں کو برابر کرنا نماز کو کامل کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۲) صف کی کمی پورا کرنے والے دوہرے اجر کے مستحق ہیں۔ (طبرانی)

(۳) جو لوگ صفوں میں جھری (جگہ) نہیں چھوڑتے ان کی مغفرت اور بخشش کی بشارت دی گئی ہے۔ (بزاز)

(۴) جو صف کو ملائیگا اللہ تعالیٰ اسے ملائیگا اور جو صف کو قطع کریگا اللہ تعالیٰ اسے قطع کرے گا۔ (احمد۔ ابوداؤد)

---

[1] جوان عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا بھی مکروہ ہے۔

(۵) فرمایا حضورؐ نے کہ اللہ اور اس کے فرشتے صف اوّل پر درود بھیجتے ہیں۔ (احمد۔ طبرانی)

(۶) اللہ اور اس کے فرشتے داہنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

(۷) صفوں میں سب سے بہتر از روئے نزول رحمت پہلی صف پھر دوسری پھر تیسری علیٰ ہٰذا، مگر جنازے کی نماز میں اس کے برعکس۔ (در مختار)

(۸) پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور خالی جگہ میں کھڑا ہو (عالمگیری)

(۹) خدا کے بندو اپنی صفوں کو بند کر لیا کرو۔ ورنہ خدائے تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دیگا اور تمہارے منہ بگاڑ دیگا۔ (بخاری و مسلم)

آدابِ سترہ

(۱) جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنا چاہے تو وہ (دیوار، درخت یا کھام جیسی کسی چیز کی) آڑ میں نماز پڑھے۔ اور اگر کوئی چیز (آڑ کے لئے) نہ ملے تو اپنے ہاتھ کی لکڑی نصب کرلے اور اگر لکڑی بھی اس کے پاس نہ ہو تو پھر ایک لکیر ہی کھینچ لے (یہ سب سترے کا کام دیتے ہیں) اس کے بعد سامنے سے گزرنے والا (اس کی نماز میں) خلل نہ ڈالے گا اور گزرنے والے کو بھی گناہ نہ ہوگا۔ (ابن ماجہ)

(۲) عوام کی گزرگاہ ہو تو سترہ قائم کرنا مستحب ہے۔ (لمعات)

(۳) سُترہ نہ ہونے کی صورت میں نمازی کے سامنے (اس کی سجدے کی جگہ سے) تین ہاتھ پرے سے گزریں تو یہ سترے کا قائم مقام ہوگا۔ (ابوداؤد)

(۴) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ توڑتا ہے (یعنی باطل کرتا ہے) نماز کو، گزرنا نمازی کے سامنے سے عورت کا، گدھے کا،

اور کتے کا۔ اور روکتا ہے اس کو کھڑا کرنا لکڑی کا مانند لکڑی کجاوے کی۔ (مسلم)

(۵) ابن عباسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے جو شخص بغیر سترے کے نماز پڑھے گا اس کی نماز اس کے سامنے گدھے، خنزیر یہودی، مجوسی، اور عورت کے گزر جانے سے ٹوٹ جائیگی اور گزرنے والا ایک پتھر پھینکنے کی مسافت کے بقدر دور ہو تو کچھ ہرج نہیں۔ (ابوداؤد)

(۶) کعب احبارؓ کہتے ہیں کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر یہ معلوم کرلے کہ اس کا گناہ کتنا ہے تو وہ اپنا زمین میں دھنس جانا نمازی کے سامنے گزر جانے سے زیادہ پسند کرے گا۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اسکو زمین میں دھنسایا جانا آسان معلوم ہو (مالک)

فضائل و آداب نماز

اصطلاح شرع میں مخصوص افعال (قیام، رکوع، سجود، وغیرہ) کا نام نماز ہے۔

(۱) نماز کی پابندی کرو بلاشبہ نماز بے حیائی اور بدی (کے کاموں) سے روکتی ہے۔ (عنکبوت)

(۲) ہر چیز کی ایک روح ہوتی ہے اور ایمان کی روح نماز ہے۔ (بیہقی)

(۳) قیامت کے روز جس کی نماز اچھی ہے اس کے تمام اعمال درست ہیں۔ (طبرانی)

(۴) ایک نماز سے دوسری نماز تک جتنے (صغیرہ) گناہ ہوتے ہیں۔ سب معاف ہو جاتے ہیں۔

(۵) جس نے (عمداً) نماز ترک کی پس وہ کفر کیا۔ (بخاری و مسلم)

(۶) جس نے نماز کو ڈھا دیا بلاشبہ اس نے دین ہی کو ڈھا دیا۔ (ترمذی)

شرائط نماز:۔ دو ہیں۔

(۱) واجب ہونے نماز کی۔ (۲) صحیح ہونے نماز کی۔

واجب ہونیکے شرائط:۔ (۱) اسلام۔ (۲) صحتِ عقل۔ (۳) بلوغ۔ (۴) وقت کا پایا جانا۔ (درمختار)

فرائض نماز یا شرائط صحت نماز:۔ بیرونی (فرض) یا نماز صحیح ہونے کی یہ چھ شرائط ہیں۔

(۱) طہارت جسم۔ (۲) طہارت جامہ۔ (۳) طہارت مقام۔ (۴) ستر عورت۔ (۵) استقبال قبلہ۔ (۶) نیّت۔ (درمختار)

ارکان نماز:۔ نماز کے ارکان یا (اندرونی) فرض سات ہیں۔

(۱) تکبیر تحریمہ۔ (۲) قیام۔ (۳) قرأت۔ (۴) رکوع۔ (۵) سجدہ۔ (۶) قعدۂ اخیر یعنی بمقدار تشہد اخیر نماز میں بیٹھنا۔ (۷) اپنے کسی فعل (جیسے سلام) کے ساتھ نماز سے خارج ہونا۔ (شامی)

واجبات:۔ (۱) سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ (۲) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے معیّن کرنا۔ (۳) قومہ۔ (۴) جلسہ۔ (۵) تعدیل ارکان۔ (۶) امام کا جہری نمازوں میں (یعنی فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وتر میں) پکار کر پڑھنا۔ (۷) دوسری نمازوں میں مثل ظہر اور عصر کے آہستہ پڑھنا۔ (۸) تکبیر قنوت۔ (۹) قرأت قنوت۔ (۱۰) تکبیرات عیدین۔ (۱۱) سجدۂ تلاوت وغیرہ۔ (کبیری۔ شامی)

سُنن نماز:۔ (۱) دونوں ہاتھوں کا تکبیر تحریمہ کے لئے کانوں کی لَو تک تکبیر سے پیشتر اٹھانا۔ (۲) تکبیر کے وقت انگلیوں کا قبلہ رُخ اور کشادہ رکھنا۔ (۳) فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ (۴) ثناء، اعوذ، تسمیہ اور آمین آہستہ کہنا۔ (۵) رکوع میں تسبیح تین بار کہنا۔

(۶) امام کو سمع اللہ لمن حمدہ کہنا۔ (۷) سجدہ میں تین بار تسبیح پڑھنا۔ (۸) ہر جلسہ اور تشہد میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا۔ (۹) کلمے کی انگلی سے بروقت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ پر اشارہ کرنا۔ (۱۰) قاعدۂ اخیر میں درود۔ (۱۱) اور دُعاء پڑھنا۔ (۱۲) امام کو دوسرے سلام کا بہ نسبت پہلے سلام کے پست کرنا وغیرہ۔ (درمختار)

مستحباتِ نماز:۔ (۱) مرد کو بوقت تکبیر تحریمہ دونوں ہاتھ آستینوں سے باہر نکال لینا۔ (۲) دونوں قدموں کے درمیان بقدر چار انگشت کے فاصلہ چھوڑنا۔ (۳) منفرد کو رکوع اور سجدے میں تین بار سے زیادہ تسبیح کہنا۔

(۴) لیکن ختم کرے تو عدد طاق پر ختم کرے مثل ۵، ۷، ۹، مرتبہ۔

(۵) قیام کے وقت اپنی سجدہ گاہ پر اور رکوع میں دونوں پاؤں کی بیٹھ پر سجدے میں ناک کے سرے پر، قعود میں اپنی گود پر اور پہلے سلام میں اپنے داہنے شانے اور دوسرے سلام میں بائیں شانے پر نظر رکھنا۔ (۶) جمائی کے وقت مُنہ بند رکھنا۔ (۷). جہاں تک ممکن ہو کھانسی والے کو کھانسی دفع کرنا۔ (درمختار)

مفسداتِ نماز:۔ نماز میں بعض چیزیں فرض ہیں اور بعض واجب، فرض اور واجب کے درمیان فرق یہ ہے کہ جو چیزیں فرض ہیں۔ (مثلاً تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجدہ، قعدۂ اخیر، قصداً نماز سے باہر آنا) اگر وہ عمداً ترک ہو جائیں یا سہواً دونوں صورتوں میں نماز باطل ہو جاتی ہے اور کسی طرح درست نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ اس کا اعادہ نہ کیا جائے اس کے برخلاف نماز میں واجبات (مثلاً سورۂ فاتحہ پڑھنا، تعدیل ارکان، تشہد پڑھنا وغیرہ) ترک ہو جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ ناقص ہو جاتی ہے اور اگر واجب عمداً ترک ہوا تو نماز کا اعادہ ضروری ہے۔ (ردالمحتار)

اقسام مفسداتِ نماز:۔ مفسدات نماز دو ہیں۔ ایک قسم تو اقوال کی ہیں اور دوسری قسم افعال کی۔ (عالمگیری۔)

مفسداتِ اقوال:۔ (۱) قصداً یا سہواً کلام کرنا۔ (۲) قصداً یا سہواً سلام تحیۃ کرنا۔ (۳) جواب سلام دینا قصداً یا سہواً (۴) چھینک کا جواب دینا۔ (۵) کسی صدمے کی وجہ سے) آہ یا اُف کرنا۔ (۶) قرآن شریف کا غلط پڑھنا وغیرہ۔ (درمختار)

مفسداتِ افعال:۔ (۱) عمل کثیر[۱]۔ (۲) جان کر یا بھول کر کھانا، پینا۔ (۳) بلا عذر قبلے کی طرف سے سینہ پھیرنا۔ (۴) درد اور مصیبت سے رونا۔ (۵) بالغ کا نماز میں پکارنا (قہقہہ لگانا)۔ (۶) حدث کہ نمازی کا مقدار ایک رکن کے مقام حدث پر ٹھہرنا۔ (درمختار)

مکروہات نماز:۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

مکروہ تحریمی:۔ (۱) کپڑے کا اوپر اٹھانا اگرچہ مٹی میں بھرنے کے سبب ہو۔ (۲) آستین یا دامن چڑھائے ہوئے نماز پڑھنا۔ (۳) نمازی کا اپنے کپڑے بدن اور داڑھی سے عبث فعل کرنا۔ (۴) نماز میں مثل کتّے کے بیٹھنا (یعنی دونوں سرین پر)۔ (۵) بالوں کا جوڑا باندھکر نماز پڑھنا۔ (۶) نمازی کے سَر پر یا سامنے یا دائیں بائیں تصویروں کا ہونا۔ (۷) رُکوع، سجدہ، قومہ اور جلسے میں طمانیت کا چھوڑنا۔ (۸) مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کا پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ (درمختار، شامی)

مکروہ تنزیہی:۔ ایسے میلے کچیلے کپڑوں سے نماز پڑھنا، جن کو پہن کر دوسروں کے پاس نہ جائے بشرطیکہ اور کپڑے موجود ہوں۔ (۲) اکیلا امام کا

---

[۱] جسکے کرنے والے کو دور سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ نماز میں نہیں ہے (ردالمحتار) (تنبیہ) نماز میں کھجلانا وغیرہ اگرچہ عمل کثیر نہیں لیکن ایک ہی رکن میں تین مرتبہ کھجلانا اور ہر مرتبہ ہاتھ اٹھانا عمل کثیر اور مفسد نماز ہے۔ (نصاب اہل خدمات شرعیہ صـ۱۹۴)

محراب کے اندر بلا عذر کھڑا رہنا۔
(۳) اگر محراب سے امام باہر کھڑا ہو اور سجدہ محراب کے اندر کرے تو مکروہ نہیں ہے۔ (۴) جمائی کے وقت منہ کھلا رکھنا۔ (۵) آنکھوں کا بند کرنا (اگر خشوع کے لئے کرے تو جائز ہے۔)
(٦) سبحان اللہ وغیرہ کا انگلیوں سے یا تسبیح لے کر شمار کرنا۔ (انگلیوں کی پوروں کو دبا کر شمار کرے گا تو مکروہ نہیں)۔
(۷) ہر عمل قلیل بغیر عذر کے کرنا۔ (۸) برہنہ سر نماز پڑھنا۔ (۹) بلا عذر خشوع وخضوع اگر ٹوپی یا عمامہ گر جائے تو اس کا عمل قلیل کے ساتھ اٹھا کر رکھ لینا افضل ہے۔ (۱۰) دائیں بائیں طرف کو جھک جانا۔ (۱۱) انگڑائی لینا۔ (۱۲) بغیر امام کے صفوں کا کھڑا ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔ (عالمگیری)

اوقات نماز:۔ آنحضرتؐ ظہر کی نماز (بعد زوال) دوپہر کو اور عصر کی نماز ایسے وقت پر ادا فرماتے تھے کہ آفتاب صاف ہوتا تھا۔ (یعنی غروب آفتاب سے پہلے) اور مغرب کی نماز اس وقت جب آفتاب غروب ہو جاتا اور عشاء کی کبھی جلدی کبھی دیر سے پڑھتے تھے۔ جب آپ دیکھتے لوگ جمع ہو چکے ہیں جلدی پڑھتے اور جب دیکھتے کہ لوگوں کو دیر ہو گئی ہے آپؐ بھی دیر کرتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں (صبح صادق طلوع ہونے پر) پڑھتے تھے۔ (بخاری)

میرے رب نے میری اُمت کے لئے ایک اور نماز زیادہ فرمادی ہے اور وہ وتر کی نماز ہے۔ اس کا وقت عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے۔ (احمد)

نماز فجر کا مستحب وقت مردوں کے لئے فجر کی نماز کا مستحب وقت ایسے اُجالے میں ہے کہ اگر نماز کا فساد ظاہر ہو تو پھر

قرأت مستحبہ (۴۰ سے ۶۰ آیتیں پڑھنے کا وقفہ) کے ساتھ نماز ادا کرے اور یہ حکم ہر زمانے میں ہے۔

ظہر کا مستحب وقت ظہر کے وقت میں سایہ مثل کے اندر اندر، موسم گرما میں تاخیر اور موسم سرما میں تعجیل مستحب ہے۔

عصر کا مستحب وقت عصر کا وقت ہر زمانے میں سورج کے تیز ہونے تک تاخیر مستحب ہے۔

مغرب کا مستحب وقت مغرب کے وقت میں تعجیل ہر زمانے میں مستحب ہے۔

عشاء کا مستحب وقت عشاء کا وقت تہائی رات تک مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح اور عورتوں کے لئے ہر زمانے میں مستحب وقت نماز فجر کا اندھیرے میں ہے جو شروع وقت فجر ہے اور باقی اوقات میں عورتوں کے لئے افضل یہ ہے کہ انتظار کریں یہاں تک کہ مرد جماعت سے فارغ ہو جائیں۔ (در مختار۔ شامی)

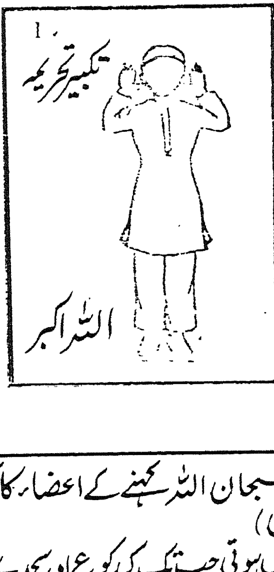
نماز کا مسنون طریقہ جب تم نماز کے لئے کھڑے رہو تو قبلے کی طرف متوجہ ہو کر اللہ اکبر کہو۔ پھر سورہ فاتحہ کے ساتھ ضم سورہ کے لئے قرآن میں سے جو چاہو پڑھو اور جب تم رکوع کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھو اور اپنی پیٹھ کو ہموار رکھکر اپنے رکوع کو اطمینان کے ساتھ اچھی طرح کرو۔ (کہ سر اور سرین برابر رہیں) اور قومے کے لئے جب تم رکوع سے سر اٹھاؤ تو اطمینان کے ساتھ اسطرح سیدھے کھڑے ہو جاؤ کہ تمام جسم کی ہڈیاں اپنی اپنی جوڑ پر قائم ہو جائیں اور جب تم سجدہ کرو تو اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ، پھر اسی طرح ہر رکعت کے

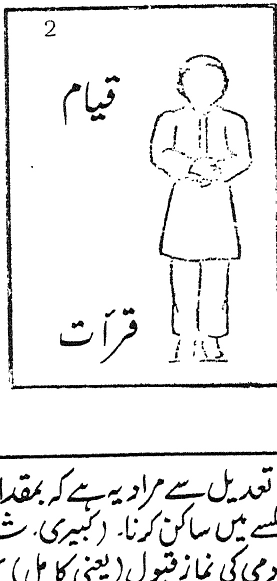
رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسے کو اطمینان کے ساتھ ادا کرتے رہو پس جب تم نے یہ کر لیا تو تمہاری نماز پوری ہوگئی اور اگر تم نے اس میں کسی چیز کی کمی کی تو اپنی نماز ناقص کر لی (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

تعدیلِ[1] ارکان

نماز میں تعدیل ارکان (یعنی رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ کو اطمینان سے کرنا واجب ہے۔ اور اگر تعدیل ارکان کے بغیر نماز ادا کی جائے تو نماز ناقص[2] ہو جاتی ہے۔ اس کا اعادہ لازم آجاتا ہے حدیث میں جلدی جلدی نماز پڑھنے کی مذمت ہے۔ جیسا کہ آجکل بعض نمازی کیا کرتے ہیں۔ (شرح وقایہ)

تکبیر تحریمہ۔ قیام۔ رکوع اور قومہ کا طریقہ



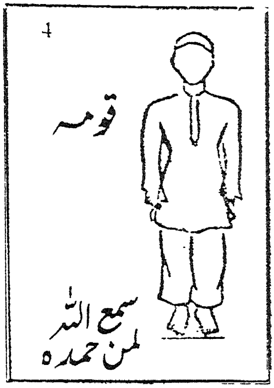


---

[1] تعدیل سے مراد یہ ہے کہ بمقدار سبحان اللہ کہنے کے اعضاء کا رکوع، سجدہ قومہ اور جلسے میں ساکن کرنا۔ (کبیری۔ شامی)

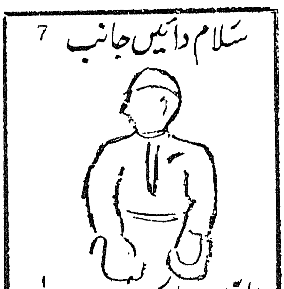
[2] آدمی کی نماز قبول (یعنی کامل) نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع اور سجدے میں کمر اور پیٹھ کو سیدھا نہ کرے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

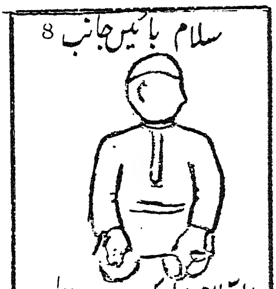

3
رکوع
سبحان ربی العظیم


4
قومہ
سمع اللہ
لمن حمدہ


سجدہ
سبحان ربی الاعلیٰ


6
قعدہ
التحیات


سلام دائیں جانب 7
السلام علیکم ورحمۃ اللہ


سلام بائیں جانب 8
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ارکانِ نماز ادا کرنیکا مسنون طریقہ

تکبیر تحریمہ کا مسنون طریقہ وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ آپؐ کھڑے ہوئے (نماز کے لئے) اور اللہ اکبر فرمایا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے دو کانوں کے برابر اٹھائے اور اس کے بعد حضورؐ نے اپنے سیدھے ہاتھ (کی ہتھیلی کو) بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھکر سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے (حلقہ بنا کر) بائیں ہاتھ کے پہونچے کو (اس طرح) پکڑ لیا کہ (سیدھے ہاتھ کی باقی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کے) پہونچے کے بالائی حصہ یعنی کلائی پر تھیں۔ (نسائی)

(۱) وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نماز میں سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہیں۔ (ابن ابی شیبہ)

(۲) نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کہنے کے قبل اپنے ہاتھوں کے انگوٹھوں کو کانوں کی لو کے مقابل رکھا جائے پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہے اور یہی حنفی مذہب ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

(۳) نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا حکم مردوں سے متعلق ہے۔ عورتیں تکبیر تحریمہ کے بعد اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھلیں۔ (سعایہ)

(۴) عورتیں نماز کی نیت کرکے اللہ اکبر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ

کندھوں تک اٹھائیں، لیکن ہاتھ دوپٹے سے باہر نہ نکالیں۔ (طحطاوی)

قیام

(۱) جس نماز میں قیام دراز ہو وہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (مسلم)

(۲) نماز میں طویل قیام کرنا موت کی سکرات کو دور کرتا ہے۔ (آثار سعید)

(۳) فرض نماز اور جو ملحق فرض ہے۔ جیسے نماز نذر، سنّت، فجر اور وتر ان سب میں بلا عذر قیام فرض ہے۔ نفل نمازوں میں قیام فرض نہیں ہے۔ بلا عذر بھی بیٹھ کر جائز ہے۔ (در مختار۔ عالمگیری)

(۴) جب لوگوں کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھو تو نماز ہلکی کر دو۔ اس لئے کہ ان میں کمزور بھی ہیں اور بوڑھے بھی جب اکیلے پڑھو تو جتنی چاہے لمبی کر دو۔ (بخاری و مسلم)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفد[1] اور صفن[2] سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی)

نماز میں ثنا، تعوذ، تسمیہ، تحمید اور آمین

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو (تکبیر تحریمہ کے بعد) کسی قدر سکوت فرماتے۔ (نسائی)

(۲) یہاں سکوت سے مُراد عدم جہر ہے مطلق سکوت نہیں، کیونکہ آنحضرتؐ اس سکوت میں آہستہ ثنا پڑھتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات)

(۳) آنحضرتؐ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر فرماتے پھر دونوں ہاتھوں کو اس قدر بُلند کرتے کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے مقابل ہو جاتے اس کے بعد (ہاتھ باندھکر) یہ ثنا پڑھتے۔

---

[1] صفد اس کو کہتے ہیں کہ دونوں پاؤں ایک ساتھ جوڑے۔
[2] صفن یہ ہے کہ ایک پاؤں پر زور دیکر دوسرے کو ٹیڑھا کرے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (دار قطنی)

(۴) تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا مسنون ہے۔ (در مختار۔ عالمگیری)

(۵) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ (نماز میں) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اعوذ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ آہستہ پڑھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ)۔ (۶) حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ (نماز میں) بسم اللہ جہر سے نہیں پڑھا کرتے تھے اور اسی طرح اعوذ بھی اور نہ تو آمین بلند آواز سے کہتے تھے۔ (طحطاوی)

نماز میں قرأت قرآن

(۱) قرأت قرآن کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں مطلق قرأت فرض ہے۔ سورۂ فاتحہ کی قرأت فرض نہیں (واجب ہے) بلکہ قرآن سے جو کچھ (سورۂ یا آیت) ہوسکے پڑھ لینے سے قرأت کی فرضیت ادا ہوجاتی ہے۔ اور یہی مذہب حنفی ہے۔ (عمدۃ الرعایہ۔ فتح القدیر)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا ہے کہ مجھ سے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینۂ طیبہ میں جا کر یہ اعلان کرو کہ بغیر قرآن کی قرأت کے نماز صحیح نہیں ہوتی اگرچہ سورۂ فاتحہ کی قرأت ہی کیوں نہ ہو اور چاہے پھر سورۂ فاتحہ پر قرآن کی کسی آیت یا سورۃ کو زیادہ کیا جائے۔ (ابوداؤد)

(۳) یہ حدیث صراحت کے ساتھ اس بات کی دلیل ہے کہ نماز میں قرآن کی قرأت فرض ہے۔ مگر قرآن کے کسی خاص حصّے کی قرأت فرض

نہیں ہے اس لئے قرآن میں سے جس چیز کو پڑھ لیا جائے اس سے قرأت کی فرضیت ادا ہو جاتی ہے خواہ سورۃ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورۃ، اسی لئے امام ابوحنیفہؒ کے پاس نماز میں سورۃ فاتحہ کی قرأت فرض نہیں بلکہ واجب ہے۔ البتہ سورۃ فاتحہ کی قرأت نماز میں دیگر ائمہ کے پاس فرض ہے۔ (شرح سنن۔ دار قطنی)

(۴) جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص ہے۔ ناقص ہے ناقص ہے۔ (صحاح ستہ، مالک۔ احمد، دار قطنی۔ بیہقی)

اگر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں فرض ہوتا تو حضورؐ اس نماز کو جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو۔ فَهِيَ بَاطِلَة (وہ نماز باطل ہے) فرماتے۔ اِس لئے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ ناقص ہے۔ یعنی نماز تو ادا ہو جاتی ہے مگر ناقص رہتی ہے اور اس نقص کا سجدہ سہو سے (سہواً سورۃ فاتحہ ترک ہو جانے کی صورت میں) اور اعادہ سے (عمداً سورۃ فاتحہ ترک ہونے کی صورت میں) دور کیا جانا ضروری ہے۔ (اوجز المسالک)

(۵) جس نے (نماز میں) سورۃ فاتحہ اور اس پر قرآن کا کچھ حصہ زیادہ کر کے نہ پڑھا ہو تو اس کی نماز کامل نہیں ہوئی۔ (ابو داؤد)

نماز میں سورۃ فاتحہ اور ضم سورہ میں چھوٹی تین[۳] یا تین[۳] سے زائد آیتوں کا پڑھنا واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ (عمدۃ القاری۔ مرقاۃ)

(۶) امام کی قرأت تمہارے لئے کافی ہے (جبکہ تم اس کی اقتداء کر رہے ہو) خواہ امام آہستہ قرأت کرے یا آواز سے۔ (دار قطنی)

(۷) امام کے پیچھے قرأت نہ پڑھے۔ نہ جہری میں نہ سرّی میں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ پارہ ۹ اعراف ص ۶۲۔ بحوالہ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ)

⁂ ⁂ ⁂

رکوع کا مسنون طریقہ

(۱) ابو حمیدؓ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھدئے گویا ان سے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے ہیں اور ہاتھوں کو کھچی ہوئی کمان کی تانت کی طرح بنا کر ان کو پہلوؤں سے جُدا رکھا۔ (ترمذی)

(۲) جب تم رکوع کرو تو دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھکر ہاتھ کی انگلیوں کو پھیلا دو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جُدا رکھو۔ (طبرانی)

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے اپنی پشت مبارک کو اسقدر سیدھی رکھتے کہ اگر اس پر پانی ڈال دیا جاتا تو ٹھیر جاتا۔ (ابن ماجہ)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو سر مبارک کو نہ اوپر اٹھاتے اور نہ نیچے جھکاتے بلکہ درمیانی حالت میں (پیٹھ کے برابر) رکھتے۔ (مسلم ترمذی)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو سبحان ربیّ العظیم کہتے۔ (مسلم ابوداؤد)

(۶) جب تم میں سے کسی نے رکوع کیا اور اس سُبحان ربیّ العظیم تین بار کہا تو اس کا رکوع پورا ہوگیا اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

(۷) رُکوع کی تسبیح کو تین سے بڑھانا اور طاق عدد (یعنی ۵، ۷، ۹، یا ۱۱ مرتبہ) ختم کرنا مستحب ہے۔ (ھدایہ۔ سعایہ)

(۸) منفرد کو رکوع اور سجدے میں تین بار سے زیادہ تسبیح کہنا مستحب ہے۔ (درمختار۔ شامی)

قومہ کا مسنون طریقہ

(۱) قومے کے لئے جب تم رکوع سے سر اٹھاؤ تو اطمینان کے ساتھ اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاؤ کہ تمام جسم کی ہڈیاں اپنے اپنے جوڑوں پر قائم ہو جائیں۔

(ابوداؤد، ترمذی)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھایا کرتے تو فوراً سجدہ نہیں کرتے تھے جب تک کہ اطمینان کے ساتھ سیدھے نہیں کھڑے ہو جاتے تھے۔

(ابن ماجہ)

(۳) حضورؐ نے امام کے لئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور مقتدی کیلئے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کا کہنا مقرر فرمادیا ہے۔ اس لئے مقتدی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ نہ کہے اور اسی طرح امام رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ نہ کہے۔ (ہدایہ۔ بنایہ)

(۴) امام جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو کیونکہ جس کا یہ قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو جائے اس کے صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جب تنہا نماز پڑھتے تو) رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور قومے میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

(۶) منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) تسمیع وتحمید دونوں کو جمع کرے۔ (ہدایہ بنایہ)

(۷) احادیث میں تحمید کے جو مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ (بخاری ومسلم) اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ

اَلْحَمْدُ۔ (ابن ماجہ۔ نسائی) رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ (بخاری ومسلم) رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔ (بخاری ومسلم)۔ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ۔ (بخاری وابوداؤد)

(۸) وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپؐ سجدے میں جاتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے تھے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

سجدے کا مسنون طریقہ

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (قومے کے بعد) فوراً زمین پر سجدے میں گر جاتے اور (سجدے کی حالت میں) اپنے دونوں بازو دونوں پہلوؤں سے علیحدہ رکھتے اور اپنے دونوں پیر کی انگلیوں کو اس طرح موڑتے کہ انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف رہتا۔ پھر سجدے سے سر اٹھاتے اور بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے، پھر آپؐ اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اچھی طرح اپنی اپنی جگہ قرار پا جاتی، پھر دوسرا سجدہ فرماتے نیز آپؐ سجدے سے فارغ ہونے تک اپنی رانوں کو کشادہ رکھتے اور شکم مبارک کے کسی حصّے کو رانوں سے نہ لگنے دیتے۔ (ابوداؤد)

(۲) مجھے حکم ملا ہے کہ نماز میں ان سات ہڈیوں کو ٹیک کر زمین پر سجدہ کیا کروں پیشانی کیطرف اشارہ فرماتے ہوئے حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں کے نیچے اور دونوں گھٹنے اور دونوں پیروں کی انگلیاں۔ (بخاری)

(۳) اگر دونوں پیر زمین سے اُٹھ جائیں تو نماز فاسد ہو جائیگی اور ایک پیر

اُٹھ جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ (اشعۃ اللمعات)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (چہرے کو سجدے کی حالت میں) اپنے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا کرتے تھے۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر فرما کر سجدہ کیا تو سجدے میں آپؐ کے دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے ایسے ہی مقابل تھے جیسا کہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت آپؐ کے دونوں کانوں کے مقابل رہتے تھے۔ (نسائی)

(۶) آنحضرتؐ جب سجدہ فرماتے تو اپنے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے اس طرح دور رکھتے کہ اگر بکری کا بچہ بازوؤں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ (ابوداؤد)

یہ امام اور منفرد کی حالت ہے اور اگر جماعت میں ہو تو اس طرح نہ کرے بلکہ ہاتھوں کو پہلوؤں سے قریب رکھے تاکہ بازو والے کو ایذا نہ ہو۔ (ہدایہ)

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوّے کی ٹھونگ کی طرح سجدے کرنے سے منع فرمایا ہے اور حضورؐ نے مردوں کے لئے سجدے میں درندے کی طرح اپنے ہاتھ کہنیوں تک زمین پر بچھانے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

(۸) جب تم سجدہ کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور کہنیوں کو زمین سے اٹھائے رکھو۔ (مسلم)

(۹) جب کسی نے سجدہ کیا اور سجدے میں سبحان ربّی الاعلیٰ تین بار کہا تو اس کا سجدہ پورا ہو گیا۔ اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(۱۰) سجدے کی تسبیح کو تین سے بڑھانا اور طاق عدد (یعنی ۵، ۷، ۹، یا ۱۱، پر ختم کرنا مستحب ہے۔ (ہدایہ سعایہ)

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے سے اُٹھتے تو اپنے دونوں

گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اٹھاتے۔ (ابوداؤد)

جلسے کا مسنون طریقہ

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (جلسے کے لئے) بیٹھتے تو اپنے بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھتے تھے اور سیدھے پیر کو کھڑا کرتے تھے (ترمذی)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اچھی طرح (جلسے میں) بیٹھے بغیر دوسرا سجدہ نہیں فرماتے۔ (مسلم)

(۳) اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء[۱] کی بیٹھک مت بیٹھا کرو۔ (ترمذی)

سجدہ اور قعدہ اولیٰ سے قیام کیلئے اٹھنے کا مسنون طریقہ

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی کو (دوسرے[۲] سجدے سے دوسری یا چوتھی رکعت کے لئے یا قعدہ اولیٰ سے تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت اپنے ہاتھوں سے (زمین یا زانو پر) ٹیکا دینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (دوسرے[۳] سجدے کے بعد جب دوسری یا چوتھی رکعت کے لئے اٹھتے تو زمین پر یا گھٹنوں پر ہاتھ ٹیکنے کے بغیر اور جلسۂ استراحت کئے بغیر) اپنے پیر کے پنجوں کے بل اٹھتے تھے۔ (ترمذی)

---

[۱] اقعاء کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ سرین دونوں ایڑیوں پر رکھے جائیں اور گھٹنے زمین پر ٹیکے ہوں اور دوسری صورت یہ ہے کہ سرین اور ہاتھ زمین پر ہوں اور پنڈلیاں کھڑی رکھی جائیں جس طرح کہ کتے بیٹھتے ہیں۔ (شرح وقایہ۔ عمدۃ الرعایۃ)

[۲] منیۃ المصلی۔ [۳] شرح سفر السعادت۔

لیکن ضعیف العمری یا کسی اور عذر کی وجہ ہاتھوں کو زمین یا زانو پر ٹیکنے کے بغیر اُٹھنا ممکن نہ ہو تو جلسہ استراحت کئے بغیر ہاتھوں کو زمین یا زانوں پر ٹیک کے اٹھ سکتے ہیں۔ (ردالمحتار، فتح القدیر)

قعدے میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت کے بعد (قعدہ فرماتے) اور اسمیں التحیات پڑھتے اور قعدے میں بائیں پیر کے پنجے کو زمین پر بچھا دیتے اور سیدھے پیر کے پنجے کو کھڑا رکھتے اور عقبہ[1] شیطان سے منع فرماتے تھے۔ (مسلم)

التحیّات کیلئے بیٹھنے کا مسنون طریقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں تشہد کے لئے بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھ لیتے اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے تھے۔

(مُسلم۔ ابوداؤد)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قعدے میں بجائے گھٹنوں کے سیدھے ہاتھ کو سیدھی ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھے (فتح القدیر)

التحیّات پڑھنے کا بیان

(۱) احناف کے نزدیک یہ ہے کہ قعدے میں التحیات شروع کرتے وقت

---

[1] عقبہ شیطان یہ ہے کہ پیروں کے پنجوں کو اس طرح کھڑا کر لیا جائے جیسے سجدے میں کھڑا کرتے ہیں اور پھر دونوں سرین کو ایڑیوں پر ٹکا کر ان پر بیٹھ جائے۔ نماز میں اس طرح بیٹھنا مکروہ ہے۔ (عمدۃ الرعایۃ)

پہلے دونوں ہتھیلیوں کو دونوں رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں کھلی ہوئی قبلہ رُخ رہیں اور التحیات پڑھتے ہوئے جب کلمہ توحید یعنی " اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پر پہنچے تو " خنصر " اور " بنصر " یعنی دونوں چھوٹی انگلیوں کو بند کرلے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ اس طرح کرے کہ " لَا اِلٰهَ " کہتے وقت شہادت کی انگلی کو اٹھائے اور " اِلَّا اللهُ " کہتے وقت کلمے کی انگلی کو کھلی ہوئی ران پر رکھدے اور دوسری انگلیوں کو نہ کھولے اگر قعدہ اولیٰ ہو تو تیسری رکعت کے لئے اُٹھنے تک اگر قعدہ اخیر ہو تو سلام پھیرنے تک انگلیوں کو بدستور اسی حالت پر رکھے۔
(تزئین العبادۃ)

(۲) حضرت وائل رضؓ بن حجر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (کلمہ شہادت کے وقت) سیدھے ہاتھ کی دونوں انگلیوں کو جن کو " خنصر اور بنصر کہتے ہیں بند کر کے وسطی یعنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا لیا۔ اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سبابہ (کلمے کی انگلی) سے اشارہ فرماتے دیکھا۔ (ابو داؤد)

(۳) نماز کے دونوں قعدوں میں تشہّد پڑھنا واجب ہے۔ (کبیری، شامی)

تشہّد: تشہد کے بارے میں سب سے صحیح حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی تشہّد کے لئے بیٹھے تو کہے۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ
عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

(۴) قعدہ اخیر میں تشہد کے بعد کسی خاص درود کے پڑھنے کی تخصیص نہیں ہے بلکہ سنتِ مؤکدہ یہ ہے کہ کوئی بھی ماثورہ درود پڑھا جائے اور افضل یہ ہے کہ درود ابراہیمی پڑھا جائے۔ (سعایہ)

درودشریف:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ پڑھے، پھر (دُعا) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِاُسْتَاذِیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ پڑھکر سلام پھیردے۔

قعدۂ اخیر میں اپنے فعل سے نماز سے نکلنا فرض ہے

(۱) جب نمازی اخیر نماز میں (سجدے سے) سر اٹھالے اور (قعدہ اخیر میں) التحیات پڑھنے کے بعد (عمداً) حدث کردے تو اس کی نماز پوری ہوگئی (کیونکہ اس نے عمداً حدث کرکے اپنے فعل سے نماز ختم کرنے کے فرض کو ادا کردیا ہے۔ اس لئے اب وہ) اپنی نماز کا اعادہ نہ کرے (اس وجہ سے کہ اسکے ذمہ اب کوئی فرض یا واجب باقی نہ رہا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں بحر کے حوالے سے لکھا ہے کہ نمازی کے لئے فرض یہ ہے کہ جب نماز پوری ہوجائے تو وہ نماز سے باہر ہونے کے لئے

اپنے اختیار سے ایسی حرکت کرے جو نماز کے منافی ہو۔[1]

سلام کے ذریعہ ختم نماز

(۱) جب تم التحیات پڑھ چکو یا التحیات ختم کر چکو تو تم نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اس لئے کہ سب ادا ہو چکے اب تمہیں اختیار ہے چاہو تو اُٹھ جاؤ چاہو تو بیٹھے رہو۔ (ابوداؤد۔ احمد۔ دارقطنی)

(۲) ترمذی نے کہا کہ نماز کے ختم پر دو سلام ہیں اور اسی پر آنحضرت صلعم کے اکثر اہل علم صحابہؓ اور تابعینؒ اور ان کے بعد کے علماء کا اتفاق ہے۔ سلام کے وقت منہ کا دائیں بائیں پھیرنا مسنون ہے۔ (درمختار۔ عالمگیری)

سلام پھیرتے وقت کیا نیّت کرنی چاہیئے

(۱) جب امام ختم نماز پر اپنے سیدھے طرف سلام پھیرے تو سیدھے طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں پر سلام کرنے کی نیّت کرے اور جب امام بائیں طرف سلام پھیرے تو بائیں طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں پر سلام کرنے کی نیّت کرے۔

(مرقات۔ ردالمحتار)

(۲) امام کے سیدھے جانب والے مقتدی جب اپنے سیدھے طرف سلام پھیریں تو اپنے سیدھے جانب نماز پڑھنے والوں اور سیدھے جانب کے فرشتوں پر سلام کرنے کی نیّت کریں اور جب یہ اپنے بائیں جانب سلام پھیریں تو اپنے ساتھ بائیں جانب نماز پڑھنے والوں پر اور بائیں جانب کے فرشتوں پر سلام کرنے کی نیّت کے ساتھ امام کے سلام کا جواب دینے کی بھی نیّت کریں اور جو مقتدی امام کے بالکل پیچھے محاذی ہوں وہ بھی اسی

[1] تاتارخانیہ نے اس کی صراحت اس طرح کی ہے کہ نماز پوری ہونے پر قہقہہ مار کر ہنس دے یا قصداً وضو توڑ دے یا بات کر لے یا اٹھ کر چلا جائے یا سلام کرے۔ (صراطِ مستقیم)

طرح کی نیّت کریں منفرد کو چاہیئے کہ ختم نماز پر دونوں جانب سلام پھیرتے وقت کراماً کاتبین اور محافظ فرشتوں پر سلام کی نیّت کرے۔

(مرقات۔ ردالمحتار۔ لمعات)

ختم نماز پر امام کا رُخ

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سلام کے بعد) کبھی اپنے سیدھے جانب پلٹا کرتے تھے۔ (مسلم)

(۲) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے تو پلٹ کر ہماری جانب رُخ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ (بخاری)

(۳) وہ نمازیں جن کے بعد سنّتیں نہیں ہیں، جیسے فجر اور عصر ان میں امام کو اختیار ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد داہنی جانب پلٹ کر بیٹھے یا بائیں جانب پلٹ کر بیٹھ جائے اور مستحب یہ ہے کہ جس جانب امام کو جانے کی حاجت ہو اس جانب پلٹ کر بیٹھ جائے۔ اگر دونوں جانب برابر ہوں تو داہنی جانب افضل ہے۔ ایک ہی جانب پلٹ کر بیٹھ جانے کو واجب جاننا بدعت اور مکروہ ہے اور بلا اعتقاد وجوب ایک ہی جانب پلٹ کر بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔

(عالمگیری)

(۴) جب امام فجر اور عصر کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنی جگہ پر بیٹھ جائے تاکہ دُعا میں مشغول ہو کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بعد سنن اور نوافل نہیں ہیں۔ لیکن امام کو مقتدیوں کی جانب منہ پھیر کر بیٹھنا چاہیئے اور ایسا ہی قبلہ رُخ نہ بیٹھا رہے اگرچہ بہترین بیٹھک وہی ہے جو روبقبلہ ہو اور یہ اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ امام کا (ایسے موقع پر) قبلہ رُخ بیٹھنا بدعت ہے۔ آنحضرت جب فجر اور عصر سے فارغ ہوتے تو مقتدیوں کی جانب منہ پھیر لیتے۔ نیز امام کا ظہر، مغرب اور عشاء کے فرض کے بعد اپنی جگہ بیٹھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس کو

اس وقت سنن اور نوافل پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور سنن اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے ہیں۔ جو فرض نماز میں واقع ہو تو اس لئے سنّت پڑھنے میں مشغول ہو جانا چاہئے اور اس کا اپنی جگہ بیٹھنا مکروہ ہے۔ (مبسوط السرخسی)

جن فرائض کے بعد سُنن ہیں مختصر دعا کرنیکا ثبوت

(۱) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جن فرائض کے بعد سُنن ہوتی ہیں ان کا) سلام پھیرتے تو تھوڑی دیر (فصل کرنے کے لئے) اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ کہنے کی مقدار بیٹھے (پھر مختصر دعا فرماتے اور سنّتوں کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ (مسلم)

(۲) ایسی فرض نمازوں کے ختم پر جن کے بعد سنتیں ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام۔ کا پڑھنا یا اس کے مقدار کوئی اور مختصر دعا کرنا افضل ہے۔ اسی طرح مختصر فصل کر کے سنّتوں کا پڑھنا مسنون ہے۔ اگر طویل دعائیں اور اوراد و وظائف پڑھ کر سنّتوں کی ادائیگی میں دیر کی جائے تو اس سے سنّتیں تو ادا ہو جائینگی، لیکن سنّتوں کے ادا کرنے کا جو مسنون وقت ہے وہ فوت ہو جائے گا اور تاخیر کے ساتھ سنّتوں کی اس طرح ادائیگی مکروہ تنزیہی ہو گی۔ (رد المحتار، شرح منیہ)

سجدۂ سہو کا بیان

(۱) سجدۂ سہو یعنی نماز میں سہو ہونے پر دو سجدے کرنا واجب ہے۔

(۲) عمران بن حصین رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضؓ کو نماز پڑھائی تو حضورؐ سے سہو ہو گیا اس پر آپؐ نے (سلام کے بعد) دو سجدے

کئے اور اس کے بعد تشہد پڑھا (اور نماز سے باہر آنے کے لئے پھر) سلام پھیرا۔ (ترمذی۔ ابو داؤد)

(۳) سہو کے سجدوں کی وجہ سے سجدوں کے پہلے جو تشہد پڑھا جاتا ہے اس کا شمار نہیں ہوتا اس لئے سہو سجدوں کے بعد پھر تشہد پڑھنا چاہئے (اور دوبارہ تشہد پڑھنے کے بعد) حسب قاعدہ درود اور دُعا پڑھکر نماز سے باہر آنے کے لئے سلام پھیرے۔ (عمدۃ الرعایۃ)

جن چیزوں سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے وہ یہ ہیں

تقدیم رکن:۔ مثلاً قرأت سے پہلے رکوع یا رکوع سے پہلے سجدہ کرنا۔

تاخیر رکن:۔ مثلاً قعدۂ اولیٰ میں تشہد سے زیادہ پڑھنا جس کی وجہ سے تیسری رکعت کے لئے قیام میں دیر ہو جائے گی۔

تکرار رکن:۔ مثلاً کسی رکعت میں دو رکوع یا تین سجدے کرنا۔

ترک واجب:۔ مثلاً قعدۂ اولیٰ چھوڑ دینا (ترک واجب سہواً ہو تو موجب سجدہ سہو ہے، اور اگر عمداً ہو تو نماز فاسد ہو جائیگی۔

تغیّر واجب:۔ مثلاً آہستہ پڑھنے کی جگہ پُکار کر پڑھنا۔

نماز کے فرائض:۔ (ارکان) میں سے اگر کوئی چیز ترک ہو جائے (عمداً خواہ سہواً) تو نماز ہی نہ ہو گی۔

سنن و مستحبات:۔ کے ترک سے نماز ہو جاتی ہے (اور سجدۂ سہو لازم نہیں آتا)

(۱) سجدۂ سہو کا حکم فرض، واجب، نفل سب نمازوں میں برابر ہے۔

(۲) اگر نماز میں متعدد بار سہو ہو تو وہی سجدے کافی ہیں۔

(۳) اگر سجدۂ سہو کے اندر سہو ہو تو پھر سجدہ سہو نہ کرے۔

(۴) اگر سجدۂ سہو واجب ہونے کے بعد اس کا ادا کرنا بھول جائے یہاں تک کہ دونوں طرف سلام پھیر دے اور اس کے بعد سجدۂ سہو یاد آئے تو اب بھی سجدہ کر سکتا ہے تاوقتیکہ قبلے سے منہ نہ پھیرے اور کوئی کلام وغیرہ نہ کرے[1]۔

(۵) امام کے سہو سے امام اور مقتدی سب پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے مقتدی کے سہو سے کسی پر سجدۂ سہو نہیں۔

(۶) مسبوق بغیر سلام پھیرے امام کے[2] ساتھ سجدۂ سہو کرے[3] اس کے بعد باقی نماز پڑھے، اگر باقی نماز میں اس کو سہو ہو تو پھر سہو کا سجدہ[4] کرے۔

(۷) لاحق سے سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو نہ کرے البتہ امام نے اپنے سہو سے سجدہ کیا ہو تو لاحق بھی کرے لیکن اسی طرح اخیر نماز میں جس طرح اس کے امام نے کیا ہے اگر لاحق امام کے ساتھ سجدہ کرے تو پھر اس کو دوبارہ سجدہ کرنا چاہیئے۔

(۸) امام مسافر ہو اور اس کو سہو ہو جائے تو مقیم مقتدی امام کے ساتھ سجدہ سہو کر لے۔

(۹) جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں سہو ہو تو امام سجدۂ سہو نہ کرے تاکہ لوگ فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ (نصاب اہلِ خدمات شرعیہ)

طریقۂ سجدۂ سہو سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخر قعدۂ میں تشہّد کے بعد داہنی طرف ایک سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر دوبارہ تشہّد پڑھے اور درود و دُعاء کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دے۔

---

[1] اگر کلام وغیرہ مفسد نماز فعل سرزد ہو تو اس صورت میں دوبارہ نماز پڑھنی چاہیے۔
[2] خواہ امام کو مسبوق کی اقتداء سے پہلے سہو ہوا ہو یا بعد۔ ۱۲۔
[3] پھر آخر میں اس کا اعادہ نہ کرے۔ ۱۲
[4] کیونکہ بقیہ نماز میں مسبوق مثل منفرد کے ہے۔ ۱۲

سہو کی چند صورتیں اور انکا حکم

حسبِ ذیل صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

(۱) سورۂ فاتحہ سے قبل دوسری سورۃ یا کسی آیت کا پڑھنا[1]۔

(۲) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کا دوبارہ پڑھنا[2]۔

(۳) سورۂ فاتحہ یا ضم سورۃ کے بعد اس قدر سکوت کئے رہنا جس میں کوئی رکن ادا ہوسکے یا اتنی ہی دیر قعدۂ اولیٰ میں تشہّد کے بعد خاموش بیٹھے رہنا یا بقدر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے درود شریف یا دُعا پڑھنا۔

(۴) رکوع، سجود، قومہ، جلسہ قعدہ[3] میں قرأت کرنا۔

(۵) قعدۂ اولیٰ میں تشہّد کی جگہ سورۂ فاتحہ یا دوبار تشہّد[4] پڑھنا۔

(۶) امام و منفرد کا سر کی جگہ جہر[5] یا امام کا جہر کی جگہ سر پڑھنا۔

(۷) حالتِ قیام تشہّد کا پہلی رکعت میں قرأت[6] کے بعد اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے یا بعد پڑھنا۔

(۸) اسی طرح رکوع کے بعد قومہ یا سجدوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا بھی موجب سجدۂ سہو ہے۔

---

[1] اسی وقت یاد نہ آنے پر سورۂ فاتحہ پڑھکر سورۃ پڑھے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ ۱۲

[2] اگر سورۂ فاتحہ ختم سورۃ کے بعد یا آخر کی دو رکعتوں میں دوبارہ پڑھے تو سجدۂ سہو نہیں۔ ۱۲

[3] اگر قعدۂ آخیر میں تشہّد کے بعد قرأت کرے تو سجدۂ سہو نہیں۔ ۱۲

[4] اگر آخر قعدہ میں دوبار تشہّد پڑھے تو سجدہ سہو نہیں۔ ۱۲

[5] (جبکہ ایک آیت ہو) البتہ دو تین لفظ نکل جائیں تو مضائقہ نہیں۔ ۱۲

[6] اگر پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ سے قبل تشہّد پڑھے تو سجدۂ سہو نہیں کیونکہ فاتحہ سے قبل ثنا کا محل ہے۔ ۱۲

(۹) اگر پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ[1] یا دوسری سورۃ سہواً چھوٹ جائے اور اسی رکعت کے رکوع میں یا رکوع کے بعد یاد آئے تو کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی سورۃ[2] کو پڑھ لے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

(۱۰) فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سہواً دوسری سورۃ پڑھ لے تو سجدۂ سہو لازم نہیں[3]۔

(۱۱) اگر کسی رکعت میں ایک سجدہ کرے اور دوسرا بھول جائے اور دوسری رکعت میں یا اخیر قعدہ تک التحیات سے قبل یاد آجائے تو اس سجدے کو ادا کرے[4] اور سجدۂ سہو کر لے اور التحیات کے بعد یاد آئے تو اس سجدے کو ادا کر کے پھر التحیات پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔

(۱۲) اگر کسی رکعت میں پہلے سجدہ کر لے رکوع نہ کرے اور دوسری رکعت سے پہلے یاد آ جائے تو فوراً رکوع کرے اور پھر سجدہ کرے، اس کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو چکا ہو یا کھڑا ہونے کے قریب[5] ہو تو پھر نہ بیٹھے آخر میں سجدۂ سہو کر لے اور اگر بیٹھنے کے قریب ہو تو بیٹھ جائے اس صورت میں سجدۂ سہو نہیں۔

(۱۳) اگر قعدۂ اخیر بھول کر کھڑا ہو جائے اور سجدہ کرنے سے قبل یاد آئے تو

---

[1] فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ چھوڑ دے تو سجدۂ سہو نہیں البتہ وتر اور نفل ہو تو واجب ہے۔ ۱۲۔

[2] اگر سورۂ فاتحہ چھوڑ دیا ہو تو اس کو پڑھ کر پھر دوسری سورۃ مکرر پڑھے۔ ۱۲۔

[3] اور نماز بکراہت جائز ہے۔ [4] اس سے قبل جتنے ارکان ادا کر چکا ہے انکا اعادہ ضروری نہیں۔

[5] کھڑا ہونے کے قریب اس وقت سمجھا جائے گا جب گھٹنے زمین سے اٹھ جائیں۔

فوراً بیٹھ جائے اور تشہد پڑھکر سجدۂ سہو کرلے اور اگر سجدہ ہوچکا ہو تو اس صورت میں فرضیت باطل[1] ہوجائے گی اس کے بعد اختیار ہے کہ ایک رکعت اور ملالے لیکن آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

(۱۴) اگر کوئی قعدۂ اخیر کرکے اٹھ جائے مثلاً نماز ظہر کے قعدۂ اخیر میں التحیات پڑھکر سہواً پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے۔ اگر سجدہ کرلیا ہو تو ایک رکعت اور ملالے اس صورت میں چار رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہوں گی اور دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو کرے۔

تنبیہ: یہ حکم منفرد کے لئے ہے اگر امام قعدۂ اخیرہ کرلینے کے بعد سہواً پانچویں رکعت کے لئے اٹھ کھڑا ہو تو مقتدیوں کو متنبہ[2] کرنے کے بعد امام کا پانچویں رکعت کے سجدہ تک انتظار کرنا چاہیئے کہ امام پانچویں رکعت کے سجدے سے قبل عود کرلے تو مقتدی اس کے ساتھ سلام پھیریں ورنہ مقتدیوں پر امام کی متابعت واجب نہیں سب سلام پھیر کر علیحدہ[3] ہوجائیں۔

(۱۵) اگر کسی نے نماز ظہر میں دو ہی رکعت کے بعد یہ سمجھکر کہ چاروں رکعتیں پڑھ چکا سلام پھیردے اور سلام کے بعد خیال آئے تو اس کو چاہیئے کہ اور دو رکعتیں[4] پڑھکر نماز تمام کردے اور سجدہ سہو کرلے۔

---

[1] یعنی نماز نفل ہوجائے گی پھر فرض از سر نو پڑھے۔ ۱۲

[2] متنبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ "سُبْحَانَ اللہ" کہہ دیں۔ ۱۲

[3] اگر اقتدا کریں تو بھی درست ہے لیکن جان بوجھکر خطا کرنا درست نہیں۔ ۱۲

[4] بشرطیکہ سلام کے بعد مفسد نماز کوئی فعل نہ کیا ہو ورنہ دوبارہ پڑھے۔ ۱۲

مستحق امامت اشخاص کی ترتیب

(۱) جو نماز کی صحت اور فساد کے مسائل زیادہ جانتا ہو۔
(۲) بشرطیکہ متقی بھی ہو۔ (۳) قرأت مسنونہ سے بھی واقف ہو۔
(۴) قاری ہو۔ (۵) صاحبِ ورع ہو۔ (۶) زیادہ عمر والا ہو۔ (۷) خوش اخلاق ہو۔ (۸) خوبصورت ہو۔ (۹) جو حسب میں اشرف ہو۔ (۱۰) نسب میں افضل ہو یعنی سید۔ (۱۱) جس کی بیوی زیادہ حسین ہو۔ (۱۲) مالدار ہو (جو حلال سے مال پیدا کرے)۔ (۱۳) جاہ والا ہو۔ (۱۴) جس کے کپڑے سب سے اچھے ہوں۔ (۱۵) بڑے سر والا ہو۔ (شامی۔ درمختار)

نماز واجب ہے تم پر ہر مسلمان کے پیچھے وہ نیک ہو یا بد اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کرتا ہو اور جماعت واجب ہے تم پر خواہ نیک ہو یا بد اگر کبیرہ گناہ کرتا ہو۔ (ابوداؤد)

بحالت مجبوری جب کہ شرائط شرعیہ کا حامل امام نہ ملے تو کسی کو بھی امام بنا لیا جاسکتا ہے۔ لیکن امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک فاسق کے پیچھے اصلاً نماز نہیں ہوتی۔ (صراط مستقیم)

امامت واقتدار

امامت کے صحیح ہونے کی شرطیں۔

(۱) مسلمان ہونا۔ (۲) بالغ ہونا۔ (۳) عاقل ہونا۔ (۴) مرد ہونا۔ (۵) عذروں سے (مثلاً تتلا پن، نکسیر، پیشاب جاری رہنے وغیرہ سے) خالی رہنا۔
(۶) نماز کے شروط (طہارت، ستر عورت) کا موجود ہونا۔

(۱) تمہاری امامت وہ لوگ کریں جو سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ (ابو داؤد)

(۲) وہ شخص امامت کرے جو قرآن مجید کو ان سب سے اچھا پڑھتا ہو اور احکامِ دین کو زیادہ جاننے والا ہو (یعنی عالم) اگر سب ویسے ہی ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو (اگر ہجرت میں سب برابر ہوں) تو جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔ (مُسلم)

(۳) جو امام اپنے مقتدیوں کو اچھی طرح نماز پڑھاتے ہیں اور یہ سمجھ کر پڑھاتے ہیں کہ ہم اپنے مقتدیوں کی نماز کے ضامن ہیں تو ان کو اپنے مقتدیوں کی نماز کا اجر بھی ملتا ہے۔ جتنا ثواب مقتدیوں کو ہوتا ہے اتنا ہی امام کو بھی ملتا ہے لیکن مقتدیوں کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں کی جاتی۔ (طبرانی)

(۴) امام کے پیچھے مقابلے میں وہ شخص کھڑا ہو جو جماعت میں سب سے افضل ہو۔ (عالمگیری)

(۵) جس امام نے نماز پڑھانے میں کوتاہی کی اور جملہ آداب کی رعایت نہ رکھی تو لوگوں کی نماز تو ہوگئی لیکن امام کی گردن پر وبال رہا۔ (احمد، ابو داؤد)

(۶) فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

(۷) تین اشخاص کی نماز سر کے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی۔ ان میں سے ایک وہ شخص کہ قوم کی امامت کرے اور وہ لوگ اس کو بُرا جانتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

(۸) جب کوئی اوروں کی نماز پڑھائے تو تخفیف کرے کہ ان میں بیمار، کمزور اور بوڑھے ہوتے ہیں اور جب اپنی نماز پڑھے تو جس قدر چاہے طول دے۔ (بُخاری و مُسلم)

(۹) نابالغوں کے امام کیلئے بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ نابالغ بھی نابالغوں کی امامت کرسکتا ہے۔ اگر سمجھدار ہو۔ (ردالمحتار)

لہ فاسق وہ جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جیسے سینہ ڈھور، شرابی، پینے والا، زنا کرنے والا، سود کھانے والا وغیرہ وغیرہ

(۱۰) جو شخص سب نمازوں میں امامت کے لائق ہے وہی جمعہ میں بھی امامت کے لائق ہے۔ (نصاب اہل خدمات شرعیہ)

(۱۱) امام، امام ہونے کی نیت کرے اور مقتدی اس امام کے اقتداء کی۔ (نصاب اہل)...

(۱۲) امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ (درمختار)

(۱۳) امام کو چاہئے کہ وسط میں کھڑا ہو، اگر داہنے یا بائیں جانب ہو تو خلافِ سنّت کیا۔ (عالمگیری)

(۱۴) اگر کسی امام کی امامت سے لوگ کسی امر شرعی کی بنا پر ناخوش ہوں اور اس کو امام نہ رکھنا چاہتے ہوں تو اس حالت میں اس کو امامت کرنی مکروہ تحریمی ہے اور لوگ کسی امر دنیاوی کی وجہ سے امام سے ناراض ہوں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اس کی امامت صحیح ہوگی۔ (غایۃ الاوطار)

(۱۵) امام کو جنوں ہوگیا یا بے ہوشی طاری ہوگئی یا قہقہہ لگایا یا کوئی موجب غسل پایا گیا مثلاً سو گیا اور احتلام ہوا یا تفکر کرنے میں شہوت کے ساتھ نظر کرنے میں یا چھونے سے منی نکلی تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی سرے سے پڑھے۔ (درمختار)

(۱۶) امام معین ہی امامت کا حقدار ہے حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو۔ (درمختار)

یعنی جب کہ وہ امام جامع شرائط امام ہو ورنہ وہ امامت کا اہل ہی نہیں۔ (بہار شریعت)

(۱۷) امام داہنے سلام میں خطاب سے ان مقتدیوں کی نیت کرے جو داہنی طرف ہیں اور بائیں سے بائیں طرف والوں کی مگر عورت کی نیت نہ کرے اگرچہ شریک جماعت ہو۔ نیز دونوں سلاموں میں کراماً کاتبین اور ان ملائکہ کی

نیّت کرے جن کو اللہ عزوجل نے حفاظت کیلئے مقرر کیا اور نیّت میں کوئی عدد معین نہ کرے۔ (درمختار)

(۱۸) سلام کے بعد سنّت یہ ہے کہ امام داہنے یا بائیں کو انحراف کرے۔ داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی منہ کرکے بیٹھ سکتا ہے جب کہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو، اگرچہ کہ وہ کسی پچھلی صف میں نماز پڑھتا ہو۔ (حلیہ وغیرہ)

(۱۹) امام تو اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے سو امام کیخلاف نہ کرو (یعنی جو امام کرے وہی مقتدی بھی کریں۔ (بخاری ومسلم)

(۲۰) جو شخص اپنا سر امام سے پہلے (نماز میں) اٹھاتا ہے تو کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ خدائے تعالیٰ اس کے چہرے کو گدھے کے چہرے سے بدل دے۔ (بخاری ومسلم)

(۲۱) امام کی قرأت تمہارے لئے کافی ہے (جبکہ تم اس کی اقتداء کر رہے ہو) خواہ امام آہستہ قرأت کرے یا آواز سے۔ (دارقطنی)

(۲۲) فاسق کی اقتداء نہ کی جائے مگر صرف جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے باقی نمازوں میں دوسری مسجد میں چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہے تو اس میں بھی اقتداء نہ کی جائے دوسری مسجد میں جاکر پڑھیں۔ (غنیۃ، ردالمحتار)

(۲۳) جس کو کچھ قرآن یاد ہو اگرچہ ایک ہی آیت وہ اُمّی کی (یعنی جس کو کوئی آیت یاد نہیں) اقتداء نہیں کرسکتا اور اُمّی اُمّی کے پیچھے پڑھ سکتا ہے جس کو کچھ آیتیں یاد ہیں مگر حروف صحیح ادا نہیں کرتا جس کی وجہ سے معنیٰ فاسد ہو جاتے ہیں وہ بھی اُمّی کے مثل ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

(۲۴) بدمذہب کہ جس کی بدمذہبی حدکفر کو نہ پہنچی ہو، اور فاسق معلن جیسے

شرابی، جواری، زناکار، سود خوار، چغل خور وغیرہ ہم جو کبیرہ گناہ علی الاعلان کرتے ہیں۔ ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجبُ الاعادہ ہے۔ (در مختار۔ ردالمحتار)

(۲۵) معذور نے اپنے مثل اور صحیح کی امامت کی، صحیح کی نہ ہوگی اور وں کی ہوجائے گی۔ (در مختار)

(۲۶) معذور اپنے مثل یا اپنے سے زائد عذر والے کی امامت کر سکتا ہے کم عذر والے کی امامت کر نہیں سکتا۔ اگر امام اور مقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے دوسرے کو قطرہ آنے کا، تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)

(۲۷) مقتدی کو اقتدار کی نیّت بھی ضروری ہے اور امام کو نیّت امامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لئے ضروری نہیں، یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کر لیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدار کی نماز ہوگئی مگر امام نے امامت کی نیّت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا۔ اور ثواب جماعت حاصل ہونے کے لئے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیّت کر لینا ضروری نہیں بلکہ وقت شرکت بھی نیّت کر سکتا ہے۔ (عالمگیری۔ درمختار)

(۲۸) دو شخصوں نے باہم یوں نماز پڑھی کہ ہر ایک نے امامت کی نیّت کی نماز ہوگئی اور اگر ہر ایک نے اقتدار کی نیّت کی دونوں کی نہ ہوئی۔ (عالمگیری)

(۲۹) جنّ نے امامت کی تو اس کی اقتدا صحیح ہے اگر انسانی صورت میں ظاہر ہو۔ (در مختار۔ ردالمحتار)

(۳۰) امام اور مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو جسمیں بیل گاڑی

جا سکے تو اقتداء نہیں ہو سکتی۔ (در مختار)

(۳۱) مسجد کے باہر چبوترہ ہے اور امام مسجد میں ہے مقتدی اس چبوترے پر اقتداء کر سکتا ہے، جبکہ صفیں متصل ہوں۔ (عالمگیری)

(۳۲) مسجد عیدگاہ میں کتنا ہی فاصلہ امام و مقتدی میں مانع اقتداء نہیں اگرچہ بیچ دو یا زیادہ صفوں کی گنجائش ہو۔ (عالمگیری)

(۳۳) اگر امام مسجد کی چھت پر ہو اور لوگوں میں اس کی حالت مشتبہ نہ ہو، اس کے حرکات و سکنات دیکھ سکتے ہوں تو اقتداء جائز ہے۔ (عالمگیری)

(۳۴) امام اور مقتدی دونوں کی نماز کا ایک ہونا اگر امام اور فرض پڑھتا ہو اور مقتدی دوسرا فرض یا امام نفل پڑھتا ہو اور مقتدی فرض تو اقتداء صحیح نہیں۔

(۳۵) جس نے وضو کیا ہے تیمّم والے کی، اور پاؤں دھونے والا موزے پر مسح کرنے والے کی، اور اعضاء وضو کا دھونے والا پٹی پر مسح کرنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

(۳۶) اگر قعدہ آخیر میں مقتدی تشہّد پورا نہیں پڑھ چکا تھا اور امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی تشہّد کو پورا کرلے۔ اور اگر درود اور دعاء کو نہیں پڑھ چکا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو امام کے ساتھ سلام پھیر دے۔ درود اور دعاء چھوڑ دے۔ (مراقی الفلاح)

(۳۷) اور اگر امام نے ایک سجدہ زائد کر لیا یا قعود اخیر کے بعد بھولے سے کھڑا ہو گیا تو مقتدی امام کی پیروی نہ کرے بلکہ ٹھیرا رہے اور تسبیح کہے تاکہ امام سمجھکر لوٹ آئے۔ پس اگر امام نے رکعت زائد کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیرے اب امام کا انتظار نہ کرے۔ (مراقی الفلاح)

(۳۸) چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام ان کو ادا کرے تو مقتدی اُن کو ادا کرنے میں امام کی تابعداری نہ کرے۔ (۱) عیدین کی تکبیرات میں زیادتی۔ (۲) نماز جنازہ میں چار سے زیادہ تکبیرات۔ (۳) کسی رکن کا زیادہ کرنا جیسے دو سے زیادہ رکوع یا سجدے کرنا۔ (۴) پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوجانا۔ (شامی)

(۳۹) پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام ان کو چھوڑ دے تو مقتدی بھی ان کو چھوڑ دے اور امام کی تابعداری کرے۔ (عیدین کی تکبیرات۔ (۲) پہلا قعدہ (۳) سجدۂ تلاوت۔ (۴) سجدہ سہو۔ (۵) قنوت۔ (شامی)

(۴۰) آٹھ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر امام ان کو ترک کردے تو مقتدی ادا کرے۔ (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا۔ (۲) ثنا پڑھنا۔ (۳) تکبیرات انتقالی یعنی رکوع وسجود وغیرہ کے وقت تکبیر کہنا۔ (۴) تسبیحات رکوع وسجود پڑھنا۔ (۵) سمع اللہ لمن حمدہ کہنا۔ (۶) تشہد پڑھنا۔ (۷) لفظ السلام پڑھنا۔ (۸) تکبیرات تشریق کہنا۔ (عالمگیری)

(۴۱) امام کے لئے مکروہ تحریمی ہے کہ نماز کی قرأت اور اذکار میں قدر مسنونہ سے زائد طول دینا۔ صرف اجنبیہ عورت کی امامت کرنا۔ امام کا صف کے بیچ میں کھڑا ہونا۔ (در مختار)

مقتدی کے اقسام

ان کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) مدرک۔ (۲) لاحق۔ (۳) مسبوق۔ (۴) مسبوق لاحق۔

مُدرک:۔ یعنی پانے والا۔ وہ مقتدی جس نے امام کے ساتھ اوّل سے آخر

تک پوری نماز ادا کی۔

جو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ سے نماز میں شامل ہو وہ مُدرک ہے۔ جس نے پہلی رکعت کے رکوع میں امام کے ساتھ شرکت کی وہ بھی مُدرک ہے۔

لاحق:۔ لاحق وہ مقتدی ہے جس نے امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کی نیّت باندھی، لیکن درمیان نماز میں بے وضو ہو گیا یا اور کوئی وجہ ہو گئی اور مقتدی چلا گیا اور بعد میں آکر قضا شدہ نماز تنہا ادا کی۔

لاحق جس وقت وضو کر کے آئے تو جس رکن میں امام ہو اس میں آکر شریک نہ ہو بلکہ جس طرح اور جس رکن کو امام ادا کر چکا ہے اسی ترتیب سے یہ بھی پہلے اسی رکن کو ادا کر لے۔ مثلاً پہلی رکعت کے سجدے میں اس کو حدث ہو گیا اور یہ وضو کرنے چلا گیا حتّٰی کہ جتنی دیر میں وہ وضو کرے اتنی دیر میں امام دوسری رکعت کے قاعدے میں پہنچ گیا تو اس کو یہ نہیں چاہیئے کہ قعدے ہی میں اسے حدث ہوا تھا پہلے وہ سجدہ ادا کرے۔ پھر وہ دوسری رکعت ادا کرے جو امام اس کی عدم موجودگی میں پڑھ چکا ہے۔ اب آگے امام پڑھتا جائیگا اور یہ اس کے ادا کئے ہوئے ارکان کو ادا کرتا جائیگا۔ اگر آخری نماز میں امام کی نماز تک پہنچ جائے تو فبہا اور اگر امام نماز ختم کر چکے اور یہ اس کو نہ پاسکے تو اپنی نماز پوری کرے۔ مگر ترتیب کا خیال رکھے۔ لاحق کے لئے ادائے نماز کا یہی طریقہ ہے۔ (در مختار)

مسبُوق:۔ مسبوق وہ ہے جس کی اقتدائے سے پہلے امام سب یا بعض رکعتیں پڑھ چکا ہو اور یہ آخر رکعت کے بعد یا پہلی یا دوسری رکعت میں ملا ہو۔ (در مختار۔ شامی)

(۱) مسبُوق اپنی بقیہ (فوت شدہ) نماز اس طرح ادا کرے جس طرح گئی

ہے (یعنی فوت ہوگئی ہے) مثلاً ظہر کی نماز میں مسبوق نے چوتھی رکعت امام کے ساتھ پائی۔ تو اب بعد سلام امام کے ان تینوں رکعتوں کو جو فوت ہوئی ہیں اس طرح ادا کرے کہ اوّل رکعت میں ثناء۔ تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھکر رکوع کرے پھر قومہ کرے اور دونوں سجدوں کے بعد تشہّد کے لئے بیٹھے۔ کیونکہ تشہّد دونوں رکعتوں کے بعد ہوتا ہے۔ پھر تشہّد کے حق میں ایک رکعت جو امام کے ساتھ ادا کی وہ ایک یہ جو بعد امام کے ادا کی، لے لی گئی ہے۔ پھر تشہّد کے بعد دوسری رکعت کو کھڑا ہوئے اور تیسری رکعت جو مع امام کے چوتھی ہے خالی پڑھے۔ غرض مسبوق اپنی بقیہ نماز کو اس طرح ادا کرے جیسی کہ فوت ہوئی ہے۔ یعنی دوٗ بھری اور ایک خالی۔ (در مختار)

(۲) مسبوق کو چاہئے کہ جب امام دونوں طرف سلام پھیر دے اور یہ معلوم ہو جائے کہ اب امام کے ذمّے کوئی سجدۂ سہو وغیرہ باقی نہیں تو اس وقت اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو، تاکہ ہر طرح کی خرابی اور احتمال سے محفوظ رہے۔ (عالمگیری)

(۳) مسبوق کو چاہئے کہ جب امام قعدۂ آخرہ میں بیٹھے تو جلدی جلدی تشہّد نہ پڑھے بلکہ ذرا ٹھیر ٹھیر کر اتنی دیر سے پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے تک ختم ہو اور خالی نہ بیٹھا رہے۔ اگر امام کے سلام سے پہلے تشہّد سے فارغ ہو گیا تو صرف "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کی تکرار کرتا رہے یا خاموش بیٹھا رہے اختیار ہے۔ (غایۃ الاوطار)

(۴) مسبوق کو بقدر تشہّد بیٹھنے کے بعد امام کے سلام پھیرنے سے قبل بے وضو ہو جانے کے خوف سے، مدّت مسح پوری ہو جانے کی وجہ سے، کسی آدمی کے سامنے سے گزر جانے کے خوف سے کھڑا ہونا جائز ہے۔ (در مختار)

(۵) اگر مسبُوق بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد عذر کی وجہ سے امام کے سلام پھیرنے سے قبل کھڑا ہو گیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ امام نے سجدۂ سہو کیا تو اب اگر مسبُوق نے اپنی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو جس حالت میں ہو اس سے عود کر کے سجدۂ سہو میں شریک ہو جائے۔ اگر اخیر میں سجدۂ سہو نہ کرے گا تو نماز فاسد ہو گی۔ (غایۃ الاوطار)

(۶) اگر مسبُوق دوسری رکعت میں اس وقت شریک ہوا کہ امام آواز سے قرأت پڑھ رہا تھا (یعنی جہری نماز تھی) تو اس کو "سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ" نہ پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ قرآن کا سُننا واجب ہے اور ثنا کا پڑھنا سنّت، لہٰذا واجب کے مقابلے میں سنّت کو ترک کر دے اور اگر مسبُوق سرّی نماز کی دوسری رکعت میں شریک ہوا تو اس صورت میں "سُبحانکَ اللّٰھم" پڑھے اور اپنی رکعت میں بھی یعنی جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اس میں بھی ثنا پڑھے۔ (کبیری)

(۷) اگر مسبُوق نے امام کو رکوع یا سجدہ میں پایا اور اس کو ظنِ غالب ہے کہ میں ثنا پڑھکر یا رکوع یا سجدے میں شریک ہو سکوں گا تو ثنا پڑھ لے ورنہ ثنا ترک کر کے رکوع یا سجدے میں شریک ہو جائے۔ (عالمگیری)

(۸) اگر امام نے چوتھی رکعت کا قعدۂ اخیر کر کے سہواً پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اور مسبُوق بھی اس کی اقتدا میں کھڑا ہو گیا تو مسبُوق کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ مسبُوق نے امام سے علیحدہ ہو جانے کی صورت میں اس کی اقتدا کی اور اگر امام قعدۂ اخیر ترک کر کے پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو مسبوق کی نماز اس وقت فاسد نہ ہو گی جب تک امام پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کرے۔ پانچویں رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد مسبُوق کی امام کی اور سب

مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (عالمگیری۔ درمختار)

(۹) اگر مسبوق نے امام کو قاعدے میں پایا تو ثنا نہ پڑھے قعدے میں شریک ہو جائے۔ (عالمگیری)

مسبوق لاحق: مسبوق لاحق وہ ہے جو دوسری رکعت میں بحالتِ قیام شریک ہوا پھر تیسری یا چوتھی رکعت میں بے وضو ہو گیا یا سو گیا اور نماز کے آخری حصّے میں یا امام کے نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد وضو کر کے آیا یا بیدار ہوا اور بقیہ نماز پوری کی۔

مسبوق لاحق پہلے اس نماز کو ادا کرے جو اقتدا کی حالت میں فوت ہوئی ہے اور پھر اس حصّہ نماز کو ادا کرے جو شروع ہی سے فوت ہو چکی ہے۔ مثلاً ایک شخص ظہر کی نماز دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک اور تیسری رکعت میں اس کو حدث ہو گیا تو اس کو چاہیے کہ جماعت سے علیحدہ ہو کر وضو کرے پھر پہلے تیسری اور چوتھی رکعت ادا کرے مگر خالی بغیر سورۃ کے پھر قعدۂ آخیر میں بیٹھ کر تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور اس رکعت کو ادا کرے جو ابتدا ہی سے رہ گئی تھی اس رکعت میں "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ، اَعُوْذُ، بِسْمِ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ اور کوئی سورۃ پڑھے پھر بیٹھ کر باقاعدہ سلام پھیر دے۔ (عالمگیری)

خلیفہ بنانا

(۱) جب امام کو حدث ہو جائے تو ناک بند کر کے (کہ لوگ نکسیر کا گمان کریں) بیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارے سے کسی کو خلیفہ بنائے خلیفہ بنانے میں بات نہ کرے۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)

(۲) امام نے کسی کو خلیفہ نہ کیا بلکہ قوم نے بنا دیا یا خود ہی امام کی جگہ پر نیّت

امامت کرکے کھڑا ہوگیا تو یہ خلیفہ امام ہوگیا اور محض امام کی جگہ پر چلے جانے سے امام نہ ہوگا جب تک کہ نیّت امامت نہ کرے۔ (ردالمحتار)

(۳) امام کو حدث ہوا پچھلی صف میں کسی کو خلیفہ کرکے مسجد سے باہر ہوگیا اگر خلیفہ نے فوراً ہی امامت کی نیت کرلی تو جتنے مقتدی اس خلیفے سے آگے ہیں سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں۔ اس صف میں جو داہنے اور بائیں ہیں یا اس صف سے پیچھے ان کی اور امام اوّل کی فاسد نہ ہوئی اگر خلیفہ نے یہ نیّت کی کہ امام کی جگہ پہنچ کر امام ہوجاؤں گا اور امام کی جگہ پہنچنے سے پہلے امام باہر ہوگیا تو سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)

(۴) مسبوق کو خلیفہ بنادیا تو جہاں سے امام نے ختم کیا ہے مسبوق وہیں سے شروع کرے رہا یہ کہ مسبوق کو کیا معلوم کہ کیا باقی ہے۔ لہٰذا امام اشارے سے بتادے مثلاً ایک رکعت باقی ہے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے۔ دو ہوں تو دو سے، رکوع کرنا ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھدے، سجدے کے لئے پیشانی پر قرأت کے لئے منھ پر، سجدہ تلاوت کے لئے پیشانی اور زبان پر سجدۂ سہو کے لئے سینے پر رکھے اور مسبوق کو معلوم ہو تو اشارے کی حاجت نہیں۔

(درمختار۔ عالمگیری)

(۵) چار رکعت والی نماز میں ایک شخص نے اقتدا کی پھر امام کو حدث ہوگیا اور اسے خلیفہ بنایا، اسے معلوم نہیں کہ امام نے کتنی پڑھی ہے اور کیا باقی ہے یہ چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت پر قعدہ کرے۔ (عالمگیری)

(۶) مسبوق کو خلیفہ کیا تو امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کیلئے کسی مدرک کو مقدم کردے کہ وہ سلام پھیرے۔ (عالمگیری وغیرہ)

قصر (مُسافر کی نماز)

(۱) مسافر ہر چلنے والے کو کہتے ہیں مگر از روئے شریعت مُسافر وہ ہے جس کے سفر کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو۔ اس سفر میں صبح سے شام تک چلنے کی شرط نہیں بلکہ صبح سے زوال تک کا چلنا معتبر ہے۔ جو شخص اتنی مسافت طے کرنے کا ارادہ کر کے شہر سے باہر جائے اس کے لئے احکام بدل جاتے ہیں۔ (تنویر۔ درمختار۔ شامی)

(۲) جب مُسافت عادت کے بموجب تین دن کی چال ہے تو اس مسافت کو جو طے کرے گا مسافر شرعی ہے۔ خواہ ریل ہی کی سواری کا سفر کیوں نہ ہو۔ (عالمگیری)

(۳) اگر کوئی گھر ہی میں سفر کی نیت کرے تو جب تک وہ اپنے شہر سے باہر نہ ہو مُسافر نہ ہوگا۔

(۴) مُسافر کا تخمینہ تین منزل (یعنی ۴۸ میل ہے)

(۵) مسافر اس وقت تک مُسافر رہتا ہے جب تک وہ اپنے شہر میں نہ آئے جب مُسافر اپنے شہر میں آگیا تو مقیم ہوگیا خواہ اقامت کی نیت کرے یا نہ کرے یعنی وطن میں اصلی اقامت کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ (کنز الدقائق)

(۶) اگر کوئی شخص کسی شہر میں دو سال تک رہے، لیکن اقامت کی نیّت نہ کرے اور اس کے دل میں بھی ارادہ رہے کہ میں آجکل میں سفر کروں گا ایسا شخص دو سال تک بھی مقیم نہ ہوگا جب تک کہ وہ اقامت کی نیّت نہ کرے۔ (کنز الدقائق)

(۷) مسافر چار رکعت والے فرض ہی کو قصر (یعنی دو رکعت) پڑھے گا اور باقی سب نمازیں جیسی ہیں ویسی ہی ادا کرے گا۔ (تنویر۔ درمختار)

(۸) اگر مسافر قصداً دو فرض کی جگہ چار پڑھے گا تو گنہگار مستحق نار ہوگا۔ (تنویر۔ درمختار)

(۹) قصر صرف چار رکعت والی فرض نمازیں ہے۔ چار رکعت والی سنتوں میں نہیں۔ سنت کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ مسافر سرے سے سنتیں ہی نہ پڑھے صرف فرض اور واجب نمازوں پر اکتفا کرے اور بعض کہتے ہیں کہ سنتیں بھی ادا کرے۔ (ظہیری)

(۱۰) آنحضرت ﷺ بحالت سفر ظہر و عصر کو یکجا اور اسی طرح مغرب و عشاء کو یکجا ادا فرما لیتے تھے۔ (مسند احمد۔ ج ۳ صـ ۱۸۱)

(۱۱) ایک شخص نے اقامت کی نیت تو کی مگر برابر چلتا رہا یا پندرہ دن سے کم ٹھیرنے کی نیت کی یا بیابان و کوہستان وغیرہ میں ٹھیرنے کا ارادہ کیا جہاں بالعموم لوگوں کا قیام نہیں ہوتا یا دس روز ایک جگہ اور دس روز دوسری جگہ ٹھیرنے کا ارادہ کیا ایک جگہ جم کر اقامت کی نیت نہ کی یا نوکر نے اپنے آقا کے تابع ہو کر اور عورت نے اپنے شوہر کے تابع ہو کر مجبوراً اقامت کی نیت کی تو ان سب صورتوں میں اقامت کے احکام جاری نہ ہوں گے وہ بدستور مسافر رہے گا۔

(۱۲) اگر امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم تو امام اپنی دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دے اور مقتدی سلام نہ پھیرے بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہو اور اپنی دو رکعت بعد میں پوری کرے اور یہ دو رکعتیں جو امام کے سلام کے بعد پڑھے ان میں قرأت نہ پڑھے بلکہ مقدار قرأت خاموش کھڑا رہے۔

کیونکہ وہ ان میں بھی امام کا تابع رہے۔ (جوہر منیرہ)

صاحبِ ترتیب

صاحب ترتیب وہ شخص ہے جس سے دن بھر کی پانچوں نمازیں یا اس سے کم فوت ہوگئیں اور ان نمازوں کے سوا اس کے ذمے کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے۔ یعنی عمر میں سن بلوغ سے کبھی کوئی نماز فوت نہیں ہوئی۔ اگر فوت ہوئی ہے تو اس کی قضا کرے اگر چھ یا زیادہ نمازیں قضا ہوجائیں تو ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اور اب صاحبِ ترتیب نہیں کہلاتا۔

صاحبِ ترتیب کی نماز کا طریقہ

(۱) مذہب حنفی میں وقتیہ نماز صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ قضا نماز پہلے ادا کی جائے کیونکہ صاحبِ ترتیب کے لئے ترتیب اس طرح فرض ہے کہ وہ پہلے قضا نماز ادا کرے پھر وقتیہ نماز ادا کرے اور اسی طرح قضا نمازوں کے درمیان بھی ترتیب کا لحاظ فرض ہے۔ اگر کسی صاحب ترتیب کی نماز صبح فوت ہو جائے اور وہ ظہر تک اس کو ادا نہ کرسکے تو وہ ظہر کے وقت پہلے نماز فجر ادا کرے اور اس کے بعد نماز ظہر ادا کرے اور اسی طرح کسی صاحب ترتیب کی فجر اور ظہر دونوں قضا ہوں تو اس کو چاہیے کہ پہلے فجر کی قضا ادا کرے۔ (فتح القدیر، عمدۃ القاری)

(۲) ایسا (صاحب ترتیب) شخص جو کسی نماز کو بھول جائے اور اس قضا نماز کو ادا کئے بغیر دوسری نماز میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے (فوت شدہ نماز جماعت میں شریک ہونے تک یاد نہ آئی اور شریک ہونے کے بعد یاد آگئی) اور اس نے پوری نماز ادا کی اور سلام پھیرا (اب اس کا حکم یہ ہے) نماز جماعت سے فراغ کے بعد پہلے اس فوت شدہ نماز کو ادا کرلے جس کو

بھول گیا تھا اور اس کے بعد اس نماز کو دوہرائے جو امام کے ساتھ پڑھی ہے۔

(دارقطنی، بیہقی، طبرانی)

(۳) وتروں کے اندر بھی صاحب ترتیب کے لئے ترتیب ضروری ہے اگر وتر قضا ہوگئی اور باوجود یاد ہونے کے وتر نہ پڑھے اور فجر کی نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی۔ (شرح وقایہ)

(۴) کسی صاحب ترتیب کی فجر کی نماز قضا ہوگئی اور ظہر کے وقت اس نے نماز فجر کی قضا کو بھول کر ظہر کی نماز شروع کر دی دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میرے ذمے فجر کی نماز باقی ہے تو اس کو چاہئے کہ تشہد پڑھکر سلام پھیر دے یہ دونوں رکعتیں نفل ہو جائیں گی پھر فجر کی نماز ادا کر کے ظہر پڑھے اسی طرح تیسری یا چوتھی رکعت پڑھتے وقت یاد آئے تو دونوں صورتوں میں چاروں نفل ہو جائیں گے۔ بعدہٗ فجر کی نماز ادا کر کے ظہر پڑھے۔ (درمختار)

عورتوں ور مردوں کے نماز پڑھنے کا قاعدہ

(حنفی مسلک کے مطابق)

(۱) عورت تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اُٹھائیگی اپنے شانے سے آگے نہ نکالیگی اور مرد باہر نکالے گا۔

(۲) عورت آستینوں سے باہر ہاتھ نہ نکالے اور مرد باہر نکالے گا۔

(۳) عورت قیام میں داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پشت پر رکھے مرد کلائی پر ہاتھ باندھے گا۔

(۴) عورت ہاتھ سینے پر باندھے مرد ناف کے نیچے باندھے گا۔

(۵) عورت رکوع میں کم جھکے مرد زیادہ جھکے گا۔
(۶) عورت رکوع میں ہاتھ پر سہارا نہ دے مرد ہاتھ پر سہارا دے گا۔
(۷) عورت رکوع میں انگلیوں کو کشادہ نہ رکھے۔
(۸) عورت رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھے مرد ان کو زور سے پکڑے گا۔
(۹) عورت رکوع میں گھٹنوں کو جھکالے مرد نہیں جھکائے گا۔
(۱۰) عورت رکوع میں سمٹی رہے مرد برخلاف کرے گا۔
(۱۱) عورت سجدے میں بغلیں نہ کھولے بلکہ سمٹی رہے مرد برخلاف کرے گا۔
(۱۲) عورت سجدے میں دونوں ہاتھ کہنیوں تک زمین پر بچھادے مرد نہ بچھائے گا۔
(۱۳) عورت سجدے میں دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکالدے اور مرد سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑا رکھے گا۔
(۱۴) قعدے میں عورت اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکال کر اپنی سُرین پر بیٹھے۔ مرد بایاں پیر بچھائے گا اور داہنا کھڑا کرے گا۔
(۱۵) قعدہ اور جلسے میں عورت اپنی انگلیاں ملی رکھے برخلاف مرد کے وہ اپنی حالت پر رکھے گا۔
(۱۶) عورت کی نماز کے سامنے سے کوئی گزریگا تو یہ ہاتھ پر ہاتھ ماریگی اور مرد زبان سے "سُبحان اللّٰہ" کہے گا۔
(۱۷) عورت مرد کی امامت نہ کرے البتہ مرد عورت کی امامت کرسکتا ہے۔
(۱۸) عورت کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اور مردوں کی واجب۔
(۱۹) اگر عورتیں مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کریں گی تو عورت امام بیچ میں

کھڑی ہو مردوں کی طرح آگے کھڑی نہ ہو گی۔
(۲۰) عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز نہیں اور مردوں پر واجب ہے۔
(۲۱) عورتوں پر ایام تشریق میں تکبیریں واجب نہیں۔ مردوں پر واجب ہیں۔
(۲۲) عورت پر نماز فجر اندھیرے میں مستحب ہے۔ مردوں کیلئے اُجالا ہونے کے بعد۔ (شامی)

فضائل وآدابِ جمعہ

(۱) جُمعہ کا نام جمعہ اس لئے رکھا گیا کہ اس دن حضرت آدمؑ کے اعضاء جمع ہوئے۔ (خطیب)۔

(۲) جمعہ بہترین دن ہے اسی دن حضرت آدمؑ پیدا کئے گئے اور اسی دن جنّت میں داخل کئے گئے اور اسی دن وہاں سے علیٰحدہ کئے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن آئے گی۔ (مُسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

(۳) جمعہ کے دن نیکیوں کا اجر دوگنا ہے۔ (طبرانی)

(۴) جو شخص جمعہ کے دن مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے شہید کا ثواب لکھتا ہے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (ترمذی)

(۵) جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے۔ پس اس دن غسل کرو، خوشبو لگاؤ اور مسواک کرو۔ (ابن ماجہ)

(۶) جمعہ کے دن عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ایک ایسی ساعت ہے جس میں دعاء کی قبولیت کی اُمّید ہے۔ (ترمذی)

(۷) جو شخص تین جمعوں کو ترک کردے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ ترمذی)

(۸) تمام نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے پاس فضیلت والی جمعہ کے دن فجر کی نماز ہے جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اس میں حاضر ہونے والے کی مغفرت ہوگی۔ (ترمذی)

(۹) جب جمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ہونے والے کو لکھتے ہیں۔ پھر امام جب خطبے کو نکلا فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

مسائل

(۱) نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مگر چار پر ضروری نہیں۔ غلام، عورت، نابالغ، مریض۔ (ابوداؤد)

(۲) وجوب جمعہ کے لئے مردی، آزادی، بیعذری اور مقیم ہونا شرط ہے۔ (عالمگیری)

(۳) صحت[1] جمعہ کے لئے شہر، وقت ظہر، خطبہ، جماعت، اذان عام ہونا ضروری ہے۔ (درمختار۔ شامی)

(۴) معذوروں کو جن پر جمعہ کا وجوب نہیں ہے ظہر سے جمعہ پڑھنا افضل ہے۔ (درمختار۔ شامی)

(۵) مریض، مسافر، قیدی یا اور کوئی شخص جس پر جمعہ فرض نہیں ان لوگوں کو جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (خواہ جمعہ ہونے سے پہلے پڑھیں یا جمعہ کے بعد) بلکہ ان کو ظہر علیحدہ علیحدہ پڑھ لینا چاہئے۔ (نصاب اہل خدمات شرعیہ)

(۶) جمعہ کے دن مسجد میں جس شخص کو اونگھ آجائے اس کو چاہئے کہ وہ اپنی جگہ بدل دے۔ (ترمذی)

---

[1] صحت اور وجوب میں فرق یہ ہے کہ اگر صحت کی شرطیں نہ ہونگی تو جمعہ نہ ہوگا اور اگر وجوب کی شرطیں نہ ہونگی تو جمعہ درست ہوگا۔ (درمختار۔ شامی)

(۷) وہ لوگ جن پر جمعہ فرض ہے اگر ان کو جمعہ نہ ملے تو وہ بھی ظہر بلا جماعت کے پڑھ لیں۔ (جماعت واقامت سے پڑھنا مکروہ ہے)۔ (نصاب اہل خدمات شرعیہ)

(۸) جہاں جمعہ درست نہیں۔ (مثلاً گاؤں) وہاں کے رہنے والوں کے لئے جماعت جائز ہے یعنی جمعہ کے دن ظہر کی نماز اذان اور اقامت و جماعت کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں۔ (اہلِ خدمات شرعیہ)

خطبہ

اس میں دو اُمور فرض ہیں۔

(۱) وقت جو زوال آفتاب کے بعد اور نماز جمعہ کے قبل ہے۔ اگر وقت ظہر سے قبل یا نماز جمعہ کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو درست نہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ذکر جو کم از کم بقدر "سبحان اللہ" یا "الحمد للہ" یا "اللہ اکبر" ہو اگر خطبے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو تو خطبہ نہ ہوگا۔

۱: خطبہ جمعہ نماز جمعہ کی شرط ہے بغیر اس کے نماز جمعہ صحیح نہیں۔

۲: خطبے کا کم سے کم تین عاقل و بالغ قابل امامت آدمیوں کے سامنے پڑھنا شرط ہے جو شروع سے آخر تک موجود رہیں اگر اس سے کم آدمی رہیں تو شرط ادا نہ ہوگی۔

مسائل (۱) تین خطبے الحمد سے شروع کئے جاتے ہیں۔ جمعہ کا استسقاء کا اور نکاح کا لیکن عیدین کا خطبہ الحمد سے شروع نہیں کیا جاتا بلکہ دونوں عیدوں کے اور تینوں خطبے حج کے اللہ اکبر سے شروع کئے جاتے ہیں۔ عید کا پہلا خطبہ شروع کرنے سے قبل نو۹ بار تکبیریں متواتر کہنی چاہئیں اور دوسرا خطبہ شروع کرنے سے قبل سات۷ بار (عالمگیری)

(۲) جب امام خطبے کے لئے کھڑا ہو اس وقت سے نماز ختم ہونے تک نماز، ذکر اور ہر قسم کا کلام منع ہے۔ البتہ صاحب ترتیب اپنی قضاء نماز پڑھ سکتا ہے

(۳) جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا، پینا، چلنا، پھرنا، بولنا، سلام کرنا، جواب دینا وغیرہ، یہ سب چیزیں خطبے کی حالت میں بھی حرام ہیں یہاں تک کہ نیک بات بتانا بھی منع ہے۔ امام بتا سکتا ہے۔ (در مختار)

(۴) خطبے کی اذان کے الفاظ کا دہرانا، یا اذان کے بعد دعا مانگنا مقتدیوں کے لئے جائز نہیں امام اذان کا جواب بھی دے سکتا ہے اور دعا بھی مانگ سکتا ہے۔

(۵) خطبے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آئے تو حاضرین دل میں درود شریف پڑھیں زبان سے اجازت نہیں۔ (شامی۔ در مختار)

(۶) جمعہ کے خطبے میں خطبہ شروع کرنے سے قبل امام کا منبر کا بیٹھنا مسنون ہے چونکہ اذان ہے۔ عیدین کے خطبوں میں شروع کرنے سے پہلے نہ بیٹھنا چاہیئے۔

(۷) جب خطبہ پڑھا جائے تو حاضرین پر سننا اور خاموش رہنا فرض ہے خطبہ ختم ہو جائے تو فوراً اقامت کہی جائے، خطبہ اور اقامت کے درمیان دنیا کی بات چیت کرنا مکروہ ہے۔ (رد المحتار)

(۸) خطبۂ جمعہ کے علاوہ خطبۂ عید الفطر و عید الاضحیٰ و خطبۂ نکاح اور خطبۂ نماز استسقاء وغیرہ کا سننا بھی واجب ہے۔ (رد المحتار)

(۹) خطبے کے وقت اگر کسی کو بری بات کرتے سنیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے روک سکتے ہیں۔ زبان سے جائز نہیں۔ (در مختار)

(۱۰) امام خطبہ پڑھتے وقت دونوں گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنا منع ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(۱۱) دونوں خطبے ثواب میں جمعہ کی نصف نماز کے برابر ہیں۔ (شامی)

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے اور ان کے درمیان بیٹھتے تھے اور ان دونوں خطبوں میں قرآن پڑھتے اور نصیحت کرتے اور آپ کی نماز اوسط درجے کی ہوتی تھی اور خطبہ بھی اوسط درجے کا ہوتا تھا۔ (مسلم)

(۱۳) امام کو خطبہ پڑھنے سے قبل محراب کے اندر نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ (درمختار)

(۱۴) خطیب کے سوا کسی دوسرے شخص کو امامت کرنی نامناسب ہے۔ (شامی)

(۱۵) اگر خطبہ پڑھنے کے بعد امام کو حدث ہو جائے تو کسی ایسے آدمی کو اپنا جانشین کر دے جو خطبہ سننے میں شریک رہا ہو۔ اگر کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنا دے جس نے خطبہ نہیں سنا تو جائز نہیں۔ اگر خطیب کو نماز کے اندر حدث ہوا تو جس کو چاہے خلیفہ بنا دے۔ (عالمگیری)

(۱۶) خطیب کا اِدھر اُدھر منہ کر کے لوگوں کی طرف دیکھنا بدعت ہے خواہ خطبۂ اولیٰ میں ایسا کرے یا ثانیہ میں دونوں صورتوں میں بدعت ہے۔ (شامی)

(۱۷) ایک سورۃ طوال مفصّل[1] کی مقدار ذکر خطبے میں سنّت ہے اور اس سے زیادہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

---

[1] طوال مفصّل:۔ سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی تمام سورتیں طوال مفصّل کہلاتی ہیں۔ ان میں سورۂ بروج شامل نہیں ہے۔
(شرح وقایہ ملتقی)

فضائل و آدابِ عیدین

(۱) جو شخص عیدین کی راتوں میں قیام کرے گا اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل نہ مریں گے۔ (ابن ماجہ)

(۲) جو شخص پانچ راتوں میں شب بیداری کرے گا اس کے لئے جنّت واجب ہے۔ آٹھویں، نویں، دسویں ذی الحجہ، عید الفطر اور شبِ برات۔ (رواہ اصفہانی)

(۳) عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ فضیلت والا اور محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اور زمانہ نہیں جس میں نیک عمل کیا جائے۔

(۴) جس نے عیدُ الفطر کی نماز پڑھی اس کے لئے ہر تکبیر کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب ہے۔ (آثار سعید)

(۵) اللہ کے نزدیک بزرگ دن یوم قربانی ہے پھر یوم فطر (احمد)

آداب عیدین کی صبح کی نماز اپنے محلّے کی مسجد میں پڑھنا، غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، نئے یا دُھلے ہوئے کپڑے پہننا، خاص عیدگاہ کو جانا۔ راستے کو آتے اور جاتے بدلنا راستے میں تکبیریں پڑھنا۔

مگر عید الفطر کو آہستہ پڑھتا جائے اور عیدُ الاضحیٰ کو پکار کر اور عیدگاہ میں پہنچ کر ختم کرے۔ صدقہ فطر کو عید الفطر کی نماز سے پہلے دینا اور نماز سے پہلے کچھ میٹھا کھانا اگر کھجور وغیرہ ہیں تو طاق عدد کھائے ورنہ کوئی دوسری میٹھی چیز کھا کر عید کی نماز کو جائے۔

عیدُ الاضحیٰ میں نماز سے پیشتر نہ کھانا مستحب ہے خواہ قربانی کرے یا نہ کرے۔ (عالمگیری۔ درمختار)

نمازِ عیدین کے احکام و شرائط

(۱) عیدین کی نمازیں واجب ہیں۔ (در مختار۔ کبیری)

(۲) نمازِ عیدین کے وہی شرائط ہیں جو نمازِ جمعہ کے ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ نمازِ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور نمازِ عیدین میں سنّت[۱] اور جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا چاہیے اور عیدین کا نماز کے بعد[۲]، جمعہ میں اذان اور اقامت ہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت۔

(۳) حضرت جابر بن سمرۃؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے ساتھ عیدین کی نماز پڑھی ایک دو مرتبہ نہیں (بارہا) نہ اذان ہوئی نہ اقامت۔ (مسلم)

اوقات نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے مگر عید الفطر میں دیر کرنا اور عید الاضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے سے پہلے زوال ہو گیا تو نماز جاتی رہی۔ (در مختار)

نمازِ عیدین کا طریقہ

طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی (دو رکعت واجب نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ مع چھ زائد تکبیرات کے) نیت کریں پھر تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھکر ثنا پڑھیں پھر (ہاتھ اٹھا کر) اللہ اکبر کہکر دونوں ہاتھ چھوڑ دیں، پھر دوسری

---

[۱] اگر عیدین میں خطبہ نہ پڑھا جائے تو نماز ہو جائیگی (گو ترکِ سنّت کا گناہ رہے گا۔) بخلاف جمعہ کے اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ ۱۲

[۲] اگر عیدین کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھ لیں تو نماز ہو جائیگی بخلاف جمعہ کے نماز ہی نہ ہوگی۔ ۱۲

مرتبہ اللہ اکبر کہکر مثل سابق کے ہاتھ چھوڑدیں پھر تیسری مرتبہ اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھ لیں، امام تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ جہر سے پڑھے مقتدی نہ پڑھیں اور حسب قاعدہ تکبیر کہکر رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ وغیرہ کرکے دوسری رکعت شروع کرے جب دوسری رکعت میں قرآت (سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۃ) ختم کر چکے تو (امام اور مقتدی ہر دو رکوع کرنے سے پہلے تین تکبیریں زائد مثل سابق کے ادا کریں اور چوتھی تکبیر کہکر رکوع کریں۔ پھر بعد رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ وغیرہ کرکے نماز کو پورا کریں۔ (پھر امام خطبہ پڑھے۔) (عالمگیری)

مسائل

(۱) ہر عید کی نماز میں چھ چھ تکبیریں واجب ہیں اور دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر بھی واجب ہے اگر یہ سہواً ترک ہوں تو سجدۂ سہو لازم ہے۔

(۲) عیدین کی تکبیریں (امام کو) جہر کے ساتھ ادا کرنی چاہئے (اور مقتدی آہستہ کہیں)۔

(۳) عیدین کی تکبیروں میں امام اور مقتدی دونوں کو ہاتھ اٹھانا چاہئے اگر امام ہاتھ نہ اٹھائے تو بھی مقتدی برابر اٹھائیں۔ (پھر ہاتھ چھوڑدیں۔)

(۴) اگر عیدین کی تکبیریں امام سے سہواً رہ جائیں تو مقتدی بھی چھوڑدیں اور امام کی متابعت کریں۔

(۵) امام نے چھ تکبیروں سے زیادہ کہیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے مگر تیرہ سے زیادہ میں امام کی پیروی نہیں۔ (ردالمحتار)

(۶) امام تکبیرات زائد میں ہاتھ نہ اٹھائے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ ہاتھ اٹھائے۔ (عالمگیری)

(۷) پہلی رکعت میں امام تکبیر بھول گیا اور قرآت شروع کردی تو قرآت

کے بعد تکبیر کہدے یا رکوع میں اور قرآت کا اعادہ نہ کرے۔ (عالمگیری)

(۸) اگر امام نے پہلی رکعت میں تکبیریں بھول کر قرآت شروع کر دی تو اگر الحمد اور سورۃ پڑھ چکنے کے بعد یاد آیا تو تکبیریں کہکر رکوع میں چلا جائے اور اگر صرف الحمد پڑھی تھی کہ یاد آگیا تو الحمد پڑھکر تکبیریں کہے اور پھر دوبارہ الحمد و سورۃ پڑھکر رکوع میں چلا جائے۔ (غایۃ الاوطار)

(۹) اگر امام دوسری رکعت میں تکبیریں کہنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو رکوع میں تکبیریں کہہ لے قیام کی طرف عود نہ کرے۔ (حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے)۔ (در مختار)

(۱۰) اگر نماز عید میں سہو واقع ہو تو سجدہ نہ کرے تاکہ لوگ فتنے میں نہ پڑجائیں۔

(۱۱) اگر تکبیریں ہو جانے کے بعد کوئی شخص پہلی رکعت میں آکر شریک ہوا تو پہلے تکبیریں کہنی چاہئیں اور پھر اقتداء کرنی چاہئے۔ (عالمگیری۔ در مختار)

(۱۲) اگر کوئی شخص ایسے وقت آئے جب کہ امام رکوع میں ہو تو اگر تکبیریں کہنے کے بعد شریک رکوع ہو سکنے کا گمان غالب ہو تو نیت باندھکر تکبیریں کہہ لے اور رکوع میں شامل ہو جائے اور اگر خوف ہو کہ تکبیریں کہنے تک امام رکوع سے سر اٹھا لے گا تو نیت باندھکر فوراً رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں (تسبیح کے بجائے) تکبیریں کہہ لے (مگر ہاتھ نہ اٹھائے) پھر قبل اسکے کہ پوری تکبیریں کہہ لے اگر امام رکوع سے سر اٹھا لے تو یہ بھی اتباعاً کھڑا ہو جائے ایسی حالت میں جسقدر تکبیریں رہ جائیں وہ معاف ہیں۔

(۱۳) اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں آکر شریک ہو تو اس کو چاہئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب وہ اپنی گئی ہوئی رکعت ادا کرنے لگے تو پہلے قرآت ختم کرلے پھر تکبیریں کہہ لے۔

(۱۴) اگر کسی کی نماز عید فوت ہو جائے تو اسکی قضا نہیں ہاں گھر میں آکر چار رکعت نفل بغیر تکبیروں کے پڑھ لے۔ (درمختار)

(۱۵) کسی عذر کی وجہ سے عید کے دن نماز نہ ہو سکی تو دوسرے دن پڑھنی چاہیئے اور دوسرے دن بھی نہ ہوئی تو عیدُ الفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہو سکتی دوسرے دن بھی نماز کا وہی وقت ہے۔ جو پہلے دن تھا۔ عید الاضحیٰ کی نماز تیسرے دن بھی ہو سکتی ہے۔ (عالمگیری۔ درمختار)

(۱۶) عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن طلوع آفتاب کے بعد سے نماز عید کے قبل تک ہر طرح کے نوافل مکروہ ہیں۔

(۱۷) اگر عید کی نماز سے پہلے جنازہ بھی حاضر ہو تو عید کی نماز پڑھکر پھر نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے اور پھر خطبہ پڑھنا چاہیئے۔ (عالمگیری)

خطبۂ عیدین کے احکام

(۱) عیدین میں نماز کے بعد دو خطبے پڑھنا مسنون ہے۔

(۲) عیدین کے خطبے میں خطبۂ اولیٰ و ثانیہ دونوں کی ابتدا تکبیر سے کرنا مسنون ہے یعنی خطبۂ اولیٰ کے پہلے نو مرتبہ کہے اور خطبۂ ثانیہ کے پہلے سات ۷ مرتبہ نیز (خطبۂ ثانیہ ختم کر کے) ممبر سے اترنے کے پہلے بھی چودہ ۱۴ مرتبہ کہنا سنّت ہے۔

(۳) عیدین کے خطبے میں امام جب تکبیریں کہے تو سامعین بھی آہستہ تکبیریں کہیں۔ (عالمگیری)

(۴) عیدُ الفطر کے خطبے میں صدقۂ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبے میں قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کئے جائیں۔

تکبیر تشریق کے احکام

(۱) ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳، تاریخیں ایام تشریق

کہلاتی ہیں ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۲) جن پر نماز فرض ہے انہیں پر تکبیرات تشریق واجب ہیں بموجب صاحبینؒ مسافر اور تنہا نماز پڑھنے والے پر بھی یہ تکبیریں واجب ہیں۔

(۳) ان تکبیرات کو عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک بعد فرض کے بآواز بلند ایک بار پڑھے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ (درمختار)

فضائل و احکام صدقۃ الفطر

فضائل

(۱) صدقۂ فطر روزہ دار (کے روزے) کی تمام کمزوریوں (نواقص روزہ) کا کفارہ ہوتا ہے۔ جس نے نماز سے پہلے ادا کر دیا تو یہ صدقۂ فطر مقبول ہے اور جس نے بعد میں دیا تو اس کی حیثیت محض ایک صدقے کی ہے۔ (ابوداؤد)

(۲) رمضان کے روزے جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کیا جائے آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں۔ (دیلمی و خطیب)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کو فرض کیا ہے (بمعنی وجوب) مسلمانوں میں سے ہر ایک غلام، آزاد، مرد، عورت، بچے اور بوڑھے کی طرف سے ایک صاع جو یا کھجور یا نصف صاع گیہوں ہے اور حکم دیا ہے کہ صدقۂ فطر کو نماز (عید الفطر) کو جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔ (مسلم)

احکام

(۱) صدقۃ الفطر ہر آزاد مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے بشرطیکہ وہ نصاب[۱] کا مالک ہو۔ اس میں عاقل و بالغ ہونے کی شرط نہیں۔ (درمختار)

---

[۱] صاحب نصاب وہ شخص ہے جو حوائج اصلی (رہنے کا مکان، پہننے کے (باقی اگلے صفحہ پر)

(۲) صدقۂ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (ردالمحتار)

(۳) صدقۂ فطر عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی واجب[۱] ہوتا ہے۔

(۴) اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقۂ فطر دینا چاہیے۔ (درمختار)

(۵) باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر اور یتیم پوتے، پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔ (درمختار)

(۶) ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی جانب سے صدقہ دینا واجب نہیں۔ (ردالمحتار)

(۷) اپنی عورت اور اولاد عاقل و بالغ کا فطرہ اسکے ذمے نہیں اگرچہ اپاہج ہو اگرچہ اس کے نفقات اس کے ذمے ہوں۔ (درمختار)

(۸) عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اذن ادا کر دیا تو ادا ہو گیا۔ بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی ان کا نفقہ وغیرہ اس کے ذمے ہو ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اذن ادا نہ ہوگا اور عورت نے شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا تو ادا نہ ہوگا۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)

(۹) ماں، باپ، دادا، دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمے نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا۔

(بقیہ پچھلے صفحہ کا) کپڑے اور خانہ داری کے ضروری سامان) کے علاوہ ½۵۲ تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا یا اس کی مالیت کے بقدر سامان کا مالک ہو (اگرچہ زکوٰۃ کی طرح اس پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو)۔

[۱] صبح صادق سے پہلے جو بچہ پیدا ہو اس کی جانب سے بھی ادا کیا جائے۔

(۱۰) ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دیدیا جب بھی جائز ہے۔ اگرچہ سب فطرے ملے ہوتے ہوں۔ (در مختار)

(۱۱) صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں اور جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے۔ سوائے عامل کے کہ اسکے لئے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں۔ (در مختار۔ ردالمحتار)

(۱۲) صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے کہ اگر گیہوں ہو تو آدھا صاع اور اگر جو یا کھجور یا منقیٰ ہو تو ایک صاع[۱]۔

سجدۂ تلاوت

(۱) جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھکر سجدۂ تلاوت کرتا ہے شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے "ہائے بربادی میری ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا اس کے لئے جنّت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا میرے لئے دوزخ ہے"۔ (مُسلم)

(۲) قران مجید کی چودہ[۱۴] آیتوں میں سے کسی ایک آیت کے پڑھنے یا سُننے پر ایک سجدہ واجب ہوتا ہے اس کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔ سجدۂ تلاوت کی آیتیں مندرجہ ذیل سورتوں میں ہیں۔

(۱) اعراف (۲) رعد (۳) نحل (۴) بنی اسرائیل (۵) مریم (۶) حج (۷) فرقان (۸) نمل (۹) سجدہ (۱۰) صٓ (۱۱) حٰمٓ (۱۲) والنجم (۱۳) انشقّت (۱۴) اقراء۔

---

[۱] ایک صاع ۲۷۰ تولہ اور ۷ ماشہ (دو ہزار دو سو پچھتر ماشے)۔ ایک فطرہ کی مقدار ایک کلو چھ سو تینتیس گرام گیہوں ہے یا اس کی قیمت بازار کے اوسط داموں کے مُطابق۔

(۳) آیت سجدہ سُننے یا پڑھنے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سُن سکے، سُننے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بالقصد آیت سجدہ سُنی ہو یا بلاقصد بہر حال سُننے سے سجدہ واجب ہوجاتا ہے۔ (در مختار)

(۴) سجدۂ تلاوت انہیں لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے ادائً یا قضائً لہٰذا کافر، مجنوں، نابالغ یا حیض و نفاس والی عورت نے تلاوت کی تو ان پر سجدہ واجب نہیں۔ (عالمگیری۔ در مختار)

(۵) فارسی، اردو یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے اور سننے والے پر واجب ہوگیا۔ (عالمگیری)

(۶) آیت سجدہ لکھنے یا دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں۔ (عالمگیری)

(۷) سجدۂ تلاوت کے لئے تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لئے ہیں۔ (در مختار)

(۸) اگر تنہا سجدہ کرے تو سنّت یہ ہے کہ تکبیر اتنی آواز سے کہے کہ خود سُن لے اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ ہوں تو مستحب یہ ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ دوسرے بھی سُنیں۔ (ردالمحتار)

(۹) اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا، نہ اس میں تشہّد ہے نہ سلام۔ (تنویر الابصار)

(۱۰) سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہوکر "اللہ اکبر" کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کم سے کم تین بار "سبحان ربّی الاعلیٰ" کہے پھر "اللہ اکبر" کہتا ہوا کھڑا ہوجائے پہلے پچھلے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنّت ہے اور کھڑے ہوکر سجدے میں جانا اور سجدے کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب ہے۔ (عالمگیری۔ در مختار)

(۱۱) آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کرے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار)

(۱۲) ایک مجلس میں سجدے کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سُنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ (درمختار)

(۱۳) پوری سورۃ پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ کے پڑھنے میں کراہت نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ دو ایک آیت پہلے یا بعد کی ملالے۔ (درمختار)

(۱۴) منبر پر آیت سجدہ پڑھی تو خود اس پر اور سُننے والے پر سجدہ واجب ہے اور جنہوں نے نہ سُنی ان پر نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

(۱۵) خارج نماز سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ بغیر رفع یدین کے کھڑے ہو کر "اللہ اکبر" کہکر سجدہ کرے اور پھر بعد سجدے کے "اللہ اکبر" کہکر کھڑا ہو کر بیٹھ جائے۔ (عالمگیری)

(۱۶) سجدۂ تلاوت میں یہ دعا پڑھے۔ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ (نسائی۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

(۱۷) سجدۂ تلاوت میں عام طور پر وہی معروف سجدے کی تسبیح پڑھی جاتی ہے یعنی "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى"۔

(۱۸) نماز کے مکروہ اوقات مثلاً طلوع شمس کے قریب، غروب آفتاب کے وقت، اگر سجدۂ تلاوت واجب ہوا تو انہیں اوقات میں ادا کر لینا چاہئے اگر پہلے واجب ہوا ہے تو ان اوقات میں ادا نہ کرے۔ (کبیری)

(۱۹) سجدۂ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا، یا گمشدہ چیز مل گئی یا مریض

نے شفا پائی، یا مسافر واپس آیا، غرض کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اسکا طریقہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)

قربانی

فضائل

(۱) پس رب کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ (کلام پاک)

(۲) اللہ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا ہاں تمہارا تقویٰ یعنی جذبہ اطاعت پہنچتا ہے۔ (القرآن)

(۳) اللہ کے نزدیک بزرگ دن یوم قربانی ہے۔ پھر یوم فطر (احمد)

(۴) جو شخص اس طرح قربانی کرے کہ اس کا دل خوش ہو اور اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو وہ قربانی اس شخص کیلئے دوزخ سے آڑ ہو جائیگی۔ (طبرانی)

مسائل

(۱) جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کا ارادہ رکھے تو اسکو چاہیے کہ نہ تو بال منڈوائے (اور نہ ترشوائے) اور نہ ناخن کٹوائے۔ (مسلم)

(۲) جس نے نماز سے پہلے قربانی کی اس کو چاہیے کہ وہ اس کی جگہ دوسری قربانی دے (کیونکہ عید الاضحیٰ سے پہلے قربانی نہیں ہوتی) اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوئی اور اس نے ہمارے طریقے پر عمل کیا۔ (بخاری و مسلم)

(۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رات کو قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (احمد

(۴) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانور قربانی کے لائق نہیں۔ (۱) لنگڑا، (۲) کانا، (۳) بیمار (۴) دبلا پتلا جس کی ہڈیوں پر گودا نہ ہو۔ (احمد۔ ترمذی۔ نسائی)

(۵) قربانی کے جانور کی عمر اونٹ پانچ سال کا۔ گائے دو سال کی، بکری ایک سال کی،

اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ ہاں دنبہ یا بھیڑ کے چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہے اسکی قربانی جائز ہے۔ (در مختار)

(۶) ایک راس بکرا یا مینڈھا یا دنبہ صرف ایک شخص کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک اونٹ، گائے اور بھینس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ ہر شریک ہونے والے کی نیت قربانی کی ہو۔ اگر کسی شریک کی قربانی کی نیت کے علاوہ اور کچھ نیت ہو گی، مثلاً گوشت فروخت کرنا وغیرہ تو سب کی قربانی ناجائز ہو گی۔ پس ایسے شخص کو شریک نہ کرنا چاہئے جس کی وجہ سے سب کی قربانی ناجائز ہو گی۔

(۷) بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ اور اونٹنی کی قربانی درست ہے۔ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔

(۸) قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہئے ایک حصہ اپنے اور اپنے متعلقین کے لئے، دوسرا حصہ دوست واحباب کی تقسیم کے لئے اور تیسرا حصہ فقرا و مساکین کے لئے۔

(۹) قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص غنی یا فقیر کو دے سکتا ہے، کھلا سکتا ہے بلکہ اس میں سے کچھ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔ (عالمگیری)

(۱۰) قربانی اگر منّت کی ہے تو نہ خود کھا سکتا ہے نہ اغنیاء کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ (زیلعی)

(۱۱) قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (ردالمحتار)

(۱۲) صدقہ کرنے کے لئے قربانی کی کھال کو روپے کے عوض بیچنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

(۱۳) قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس کی کوئی اور چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اُجرت میں دینا جائز نہیں۔ (ہدایہ)

(۱۴) قربانی کا جانور مسلمان سے ذبح کرانا چاہئے اگر کسی مجوسی یا دوسرے مشرک سے قربانی کا جانور ذبح کرا دیا تو قربانی نہیں ہوتی بلکہ یہ جانور حرام اور مُردار ہے اور کتابی سے جانور ذبح کرانا مکروہ ہے۔ (زیلعی)

قربانی کی دُعا

ذبح سے پہلے۔ اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۝ یہ دُعا پڑھکر ذبح کرے۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے:۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

مسائلُ ذبح

(۱) کسی جانور کے گلے کی رگیں شرعی طور پر کاٹنے کا نام ذبح[۱] ہے۔

(۲) ذبح میں ان چار رگوں[۲] کا کٹنا ضروری ہے۔ (الف) حلقوم یا نرخرا (جس سے سانس آتی جاتی ہے)۔ (ب) مری (جس سے کھانا پانی پیٹ میں جاتا ہے)۔

---

[۱] ذبح سے جانور کا نجس خون جلد اور آسانی کے ساتھ نکل جاتا ہے جس کے بعد ذبیحہ پاک اور حلال جانور کا گوشت کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ۱۲

[۲] ان رگوں کو حلق کی گانٹھی کے نیچے سے کاٹنا چاہئے۔ ۱۲

(ج) ودجین (دونوں شہ رگیں جن میں خون پھرتا ہے اور جو نرخرے اور مری کے دائیں بائیں ہوتی ہیں ان کو ودجین کہتے ہیں۔ (درمختار)

تنبیہ:- اگر ان میں سے تین رگیں (نرخرا۔ مری۔ ایک شہ رگ) بھی کٹ جائیں تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔

(۳) **ذبح کے شرائط:-** (ا) ذابح[1] کا مسلمان یا اہل کتاب[2] ہونا۔ (ب) ذابح کا باہوش ہونا۔ (ج) ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا[3] (مثلاً بسم اللہِ اللہ اکبر کہنا)۔ (د) اللہ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام نہ لینا۔ (ہ) بسم اللہِ اللہ اکبر کہنے کے معاً ذبح کرنا۔ (و) ذبح کے وقت جانور میں کچھ نہ کچھ یقینی حیات کا رہنا۔

تنبیہ:- اگر ان میں سے کوئی شرط پوری نہ ہو یا خلاف ہو تو ذبیحہ[4] حلال نہیں۔ (مردار ہو جائے گا)

(۴) ذابح کا مرد یا نابالغ ہونا شرط نہیں بلکہ عورت، نابالغ، بے ختنہ، گونگے غسل کی حاجت والے ان سب کے ہاتھ کا ذبیحہ[5] درست ہے۔

(۵) **ذبح کی سنتیں:-** (الف) ذبح سے پہلے چھری اچھی طرح تیز کر لینا۔ (ب) ذبح سے پہلے جانور کو پانی پلانا۔ (ج) ذبح کے وقت جانور کا سر جنوب اور منہ قبلے کی طرف کرنا۔ (د) ذابح کا باطہارت ہونا۔ (ہ) ذابح کا قبلہ رُخ رہنا۔

---

[1] ذبح کرنیوالا۔ [2] یعنی یہود و نصاریٰ ۱۲۔

[3] اللہ کا نام ذبح کے قصد سے لینا اور اس سے مقصود خاص اللہ کی تعظیم رہنی چاہیے یہ نہیں کہ اللہ کا نام دُعا یا کسی کام کو شروع کرنے کے طریق پر لیا جائے یا اور کوئی غرض ملحوظ رہے۔

[4] ذابح بُت پرست و مرتد یا مجنوں و ناسمجھ ہو یا ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لے یا اللہ کے نام کیساتھ کسی اور کا بھی نام لے یا بسم اللہِ اللہ اکبر کہنے کے بعد دیر کر کے ذبح کرے یا ذبح کے وقت جانور میں یقینی حیات نہ رہے تو ان تمام صورتوں میں ذبیحہ مُردار ہو جائے گا۔ ۱۲

[5] بشرطیکہ یہ سب مسلمان، عاقل و باہوش ہوں اور بسم اللہِ اللہ اکبر کہکر ذبح کریں۔

(و) دائیں ہاتھ سے ذبح کرنا۔ (ز) ذبح کرنے (یعنی گلے پر چھری پھیرنے) میں تیزی اور جلدی کرنا۔ (ح) بسم اللہ میں ہ کے زیر کو ظاہر کرنا۔ (یعنی بِسۡمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اکبر کہنا)۔ (ط) جانور کو نرمی سے بائیں پہلو پر لٹانا۔ (ی) بڑے جانور کے ہاتھ پاؤں باندھ دینا۔ (البتہ دایاں پیر کھلا رہنے دیں۔)

(۶) ذبح کے مکروہات:۔ (۱) جانور کو لٹا کے اس کے روبرو چھری تیز کرنا۔ (۲) چھری کا اس قدر کند رہنا کہ ذابح کو زور لگانا پڑے۔ (۳) گردن کی جانب سے ذبح کرنا۔[1] (۴) ذبح کے وقت جانور کو قبلہ رخ نہ کرنا۔ (۵) ذبح میں اتنا کاٹنا کہ سر علیحدہ ہو جائے یا حرام مغز (یعنی گلے کی ہڈی کے گودے) تک چھری پہنچ جائے۔ (۶) ذبیحہ کے ٹھنڈا ہونے سے قبل اس کی کھال اُتارنا یا سر جدا کرنا۔ (۷) جانور کا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مذبح (مقام ذبح) تک لانا۔ (۸) ایک جانور کو دوسرے جانور کے روبرو ذبح کرنا۔ (۹) رات کیوقت ذبح کرنا۔ (۱۰) قریب میں جننے والی حاملہ کا ذبح کرنا۔ (۱۱) مسنونات ذبح کے خلاف کرنا۔

(۷) طریقۂ ذبح:۔ پہلے جانور کو پانی پلا کر بائیں پہلو پر لٹائیں (اس طرح کہ سر جنوب اور منہ قبلے کی طرف رہے) یا اسی ترتیب سے ہاتھ میں پکڑیں پھر دائیں ہاتھ میں تیز چھری لے کر بسم اللہِ اللّٰہُ اکبر کہکر قوت تیزی کے ساتھ گلے پر گانٹھی سے نیچے چھری چلائیں اس انداز پر کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، لیکن سر جدا نہ ہو (کاٹنا ختم ہوتے ہی جانور کو چھوڑ دیں)۔ (۸) چھری، چاقو، تلوار، تیز پتھر، بانس کا تیز بدہ (وغیرہ الغرض ہر دھار والی شئے سے جس سے رگیں کٹ جائیں اور خون بہہ نکلے) ذبح کرنا درست اور جائز ہے۔ البتہ

---

[1] بشرطیکہ رگوں کے کٹنے تک جانور زندہ رہے ورنہ مُردار ہو جائیگا کیونکہ رگیں کٹنے سے قبل مر گیا ذبح نہ ہونے پایا۔ ۱۲۔

بدن میں لگے ہوئے ناخنوں اور دانتوں سے (ذبح کرنا) درست نہیں۔ کند چھری سے بھی ذبح کرنا مکروہ ہے۔ (۹) ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے ناموں سے کوئی نام ذکر کرکے جانور حلال ہو جائے گا۔ یہی ضروری نہیں کہ لفظ اللہ ہی زبان سے کہے۔ تنہا نام ہی ذکر کرے یا نام کے ساتھ صفت بھی ذکر کرے دونوں صورتوں میں جانور حلال ہو جائے گا۔ مثلاً اللہ اکبر، اللہ اعظم، سبحان اللہ، الحمد للہ، یا صرف اللہ رحمٰن، رحیم، یا لاالہ الا اللہ پڑھنے سے بھی حلال ہو جائے گا۔ اللہ کا نام عربی کے سوا دوسری زبان میں لیا جب بھی حلال ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

(۱۰) ذبح کرنے میں قصداً بسم اللہ نہ کہی جانور حرام ہے اور اگر بھول کر ایسا ہوا جیسا کہ بعض مرتبہ شکار کے ذبح میں جلدی ہوتی ہے اور جلدی میں بسم اللہ کہنا بھول جاتا ہے اس صورت میں جانور حلال ہے۔ (ہدایہ)

(۱۱) مسلمان نے جانور ذبح کر دیا اس کے بعد مشرک نے اس پر چھری پھیری تو حرام نہ ہوا۔ (عالمگیری)

(۱۲) جس جانور کو باندھکر تیر مارا جائے اور وہ مر جائے اس کا کھانا منع ہے۔ (ترمذی)

(۱۳) بکری ذبح کی اور خون نکلا مگر اس میں حرکت پیدا نہ ہوئی۔ اگر وہ ایسا خون ہے جیسے زندہ جانور میں ہوتا ہے حلال ہے۔

(۱۴) اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا۔ یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔

عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو اسکا سر کھانا مکروہ ہے۔ یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد ہے

کہ ذبیحہ کھایا جائے گا۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔
(بہار شریعت ص۱۱۵)

(۱۵) بیمار بکری ذبح کی صرف اس کے منہ کو حرکت ہوئی اگر وہ حرکت یہ ہے کہ منہ کھول دیا تو حرام ہے اور بند کرلیا تو حلال ہے اور آنکھیں کھولدیں تو حرام اور بند کرلیں تو حلال اور بال کھڑے نہ ہوئے تو حرام اور کھڑے ہوگئے تو حلال یعنی اگر صحیح طور اس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو تو ان علامتوں سے کام لیا جائے۔اور اگر زندہ ہونا یقیناً معلوم ہے تو ان چیزوں کا خیال نہ کیا جائے بہرحال جانور حلال سمجھا جائے گا۔ (عالمگیری)

(۱۶) غلیل سے شکار کیا اور جانور مرگیا تو کھایا نہ جائے۔اگرچہ جانور مجروح ہوگیا کہ غلیلہ کاٹتا نہیں بلکہ توڑتا ہے۔یہ موقوذہ ہے جس طرح تیر مارا اس کی نوک نہیں لگی بلکہ پٹ ہوکر شکار پر لگا اور مرگیا جس کی حدیث میں حرمت مذکور ہے۔ (ہدایہ)

(۱۷) چھری یا تلوار سے مارا اگر اس کی دھار سے زخمی ہوکر مرگیا تو حلال ہے۔اگر الٹی طرف سے لگی یا تلوار کا قبضہ یا چھری کا دستہ لگا تو حرام ہے (ہدایہ)

(۱۸) جب کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ایک جانور کو ذبح کردیں تو پھر اسی تسمیے سے دوسرے جانور کا ذبح کرنا درست نہیں بلکہ ہر جانور پر جداگانہ بسم اللہ کہنا ضروری ہے۔

(۱۹) اگر ذبح کے بعد جانور پکارے یا کھڑا ہوجائے یا دوڑے یا پلٹ جائے یا بانگ دے تو ان تمام صورتوں میں ذبیحہ درست و حلال ہے،بشرطیکہ ذبح کامل طور پر ہوا ہو۔

(۲۰) اگر ذابح کسی وجہ سے فعل ذبح میں کسی اور کو شریک کرلے اس

طرح کہ اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر یا اپنے ہاتھ پر یا اپنے ہاتھ کے چھُری پر رکھوا کر ذبح کرے تو درست و جائز ہے، لیکن وہ شخص بھی ایسا ہو جس میں ذبح کے پورے شرائط پائے جائیں ورنہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا جو شخص فعل ذبح میں شریک نہ ہو بلکہ ذبح کے وقت جانور کو پکڑے رہے (تاکہ ہاتھ پاؤں نہ مارے) اس کا بسم اللہِ اللہ اکبر کہنا ضروری نہیں (اگر کہہ لے تو افضل ہے)۔

(۲۱) اگر گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنیکے کے بعد اسکے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو اسکا بھی ذبح کرنا ضروری ہے۔

(۲۲) شرع شریف میں کسی جانور کے ذبح کے لئے کوئی خاص نیّت مقرر نہیں بلکہ ہر جانور کو صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کرنیکا حکم ہے پس گائے، بکرے، مُرغ وغیرہ کیلئے الگ الگ نیت کرنیکی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص ایسی نیّت کرلے تو مضائقہ بھی نہیں لیکن اس کو لازمی قرار نہ دے۔ نیز اس امر کا بخوبی لحاظ رکھے کہ ٹھیک بسم اللہِ اللہ اکبر کے ساتھ چھُری رواں ہو۔

(۲۳) عَلم یا چِلّہ کے روبرو نیا مکان یا باؤلی یا تالاب یا پُل کا پایہ کھودتے وقت یا کسی دیول یا گوڑی یا دسہرہ (وغیرہ) کے جھنڈے کے سامنے یا نیچے بکرا اور کوئی جانور ذبح کرنا سخت ناجائز ہے۔

(۲۴) اگر کوئی شخص طریقۂ ذبح کی ناواقفیت کے باعث کسی واقف کار شخص یا باپ دادا کی بسم اللہِ اللہ اکبر پڑھ کے دم کی ہوئی چھُری کو کام میں للے یعنی ایسی چھُری سے بسم اللہِ اللہ اکبر کہے بغیر جانور ذبح کرے تو درست نہیں۔ (ذبیحہ مُردار اور اس کا کھانا حرام ہے۔)

(۲۵) ذبیحہ (حلال جانور) سے ان چیزوں کا کھانا ناجائز ہے۔ بہتا خون، پتہ، غدود، پھکنا، کپورے، شرمگاہ نر، شرمگاہ مادہ، بہتا خون حرام باقی چیزیں مکروہ تحریمی ہیں۔

شکار کے مسائل

"اگر شکار کو اس کی دھار لگے تو کھالو"۔ اگر تیر شکار پر عرضاً لگے (یعنی دھار شکار پر نہ لگے) تو اسے نہ کھاؤ اس لئے کہ وہ چوٹ سے مرا ہے۔

حضرت عدی رضؓ نے کہا، میں شکار کے لئے اپنا کتا چھوڑتا ہوں (تو کیا میں وہ شکار کھا سکتا ہوں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنا کتا چھوڑو اور چھوڑتے وقت بسم اللہ کہ لو تو پھر اسے کھا سکتے ہو۔ بشرطیکہ اُس نے اسے تمہارے لئے روک رکھا ہو (اس میں سے خود کچھ نہ کھایا ہو) اس کا پکڑ لینا اس کے ذبح کرنے کے قائم مقام ہے، اگر وہ اس میں سے کچھ کھالے تو پھر تم مت کھاؤ اس لئے کہ پھر اس نے اس شکار کو تمہارے لئے نہیں پکڑا، بلکہ اپنے لئے پکڑا ہے۔ عدی رضؓ نے کہا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میرے کتے کے ساتھ دوسرا کتا بھی شریک ہو جاتا ہے"۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اسے مت کھاؤ اس لئے کہ تم نے اپنے کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہی تھی دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں کہی تھی اور تمہیں نہیں معلوم کہ کس کتے نے اُسے قتل کیا ہے۔ اگر شکار تمہیں ایک دو دن بعد ملے تو اگر اس پر سوائے تمہارے تیر کے اور کوئی نشان نہیں ہے تو اسے کھا سکتے ہو۔ اگر شکار پانی میں گر کر مر جائے تو اُسے مت کھاؤ۔ (صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید فی ابواب عن عدی رضؓ و صحیح مسلم کتاب الصید باب الصید)

خطبۂ نکاح

(الف) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ

مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔
(ب) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْد. (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔
وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ
الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا
وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ
تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۔
وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَيْضًا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۔ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۔
(ج) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ
الصَّالِحَةُ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلنِّكَاحُ
مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۔
وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا
الْوَدُوْدَ. فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ ۔
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ ۝ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي ۝

(د) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ ۝ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ۝ وَنَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يَّجْعَلَنَا مِمَّنْ يُّطِيْعُهٗ وَيُطِيْعُ رَسُوْلَهٗ وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهٗ وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهٗ فَاِنَّمَا نَحْنُ بِهٖ وَلَهٗ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۝

طریقہ ایجاب وقبول

جب خطبہ ختم ہو جائے تو گواہوں کے روبرو عاقد اور عاقدہ کا ولی یا وکیل باہم ایجاب وقبول ادا کرائے یعنی حسب ذیل الفاظ ان کی زبان سے کہلوائے۔

الفاظ ایجاب

(عاقدہ کا ولی یا وکیل عاقد سے کہے)

میں نے اپنی ولایت/وکالت اور مسمیان .... ابن ...... و ابن ...... کی شہادت سے مسماۃ ...... بنت ...... کا نکاح بعوض ...... مہر معجل/موجل آپ کے ساتھ کر دیا۔

الفاظ قبول

(عاقد اس کے جواب میں کہے)

"میں نے اس کو قبول کیا۔"

ان الفاظ کا صرف ایک مرتبہ ادا ہونا کافی ہے۔ لیکن ضرور ہے کہ ختم ایجاب کے معاً قبول ادا ہو اور ایجاب و قبول کو دونوں گواہ ایک ساتھ سنیں۔

تمت بالخیر

کتبہ محمد رفیع بجنوری (یو،پی)